استاد دامن دے ناں

رات کلیہنی

پنجابی کلام

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نی
جیہناں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

(وارث شاہ)

بُلھے شاہ اساں مرنا ناہیں، گور پیا کوئی ہور

(بُلھے شاہ)

راتِ کلیہنی (پنجابی کلام)

حبیب جالب

جالب پبلی کیشنز کراچی

ترتیب و پیشکش

سعید پرویز

سرورق: جمیل نقش

باراوّل: جولائی 2001ء

طابع: مقصود پرنٹرز محمد بن قاسم روڈ کراچی

ناشر: جالب پبلی کیشنز A-272، بلاک نمبر 7

ایڈمنسٹریشن سوسائٹی کراچی

فون نمبر 4537579 - 4538238

قیمت: 150 روپے

ونڈوا

کلام جالب

پیش لفظ

حبیب جالب عوامی شاعر ہن۔ دنیا بھر دے انسان دوست اوہناں نال پیار کردے نیں۔ ایس پیار دی اِکو وجہ اے حبیب جالب دا اپنے اصولاں تے آخری ساہاں تیکر ڈٹے رہنا۔

اوہناں اردو نوں اظہار دا ذریعہ بنایا پر کدی کدی اوہ اپنی ماں بولی وچ وی شعر کہندے سن۔ ایس بارے اوہناں دا کہنا سی کہ ''جہلم دے پار وی تے اپنی گل اپڑاونی اے'' کتاب وچ اوہناں دے چونویں پنجابی فلمی گیت وی شامل نیں۔ اِنج کتاب پڑھن والیاں تیکر اوہناں دی تقریباً مکمل پنجابی شاعری پہنچ جائے گی۔

کتاب پنجابی زبان دے عوامی لب و لہجے دے مزاحمتی شاعر استاد دامن ہوراں دے ناں کر دیاں ہویاں ایہہ گل میرے دھیان وچ سی کہ استاد ہوراں نے وی جالب صاحب دے نال نال ویلے دے ہر ظالم حکمران نوں للکاریا تے کسے اگے سر نہیں جھکایا۔

کتاب وچ قبلہ والد صاحب دی تحریر ''میرا بیٹا میرا حبیب'' دا خاص حصہ شامل اے۔ ایہہ تحریر میں کتاب ''گھر کی گواہی'' توں لئی اے۔ والد صاحب دی تحریر اصل شکل یعنی اردو وچ ای شامل کیتی اے تاں جو اوہناں دی تحریر دا اپنا حسن برقرار رہوے۔ ایس توں وکھ ایس پراگے وچ جالب صاحب ہوراں دی اِک اَن چھپی غزل جیہڑی کہ کسے وی پراگے وچ نہیں سی' اوہ پارلے پنجابوں چھپن والے مہینہ وار ''پریت لڑی'' وچوں سجن آصف رضا اتے راول راٹھ جی ہوراں دے اُدھم دی وجہ نال لبھی اے جیہڑی ایس کتاب وچ شامل کر رہے ہاں۔ اتے ایس توں

وکھ جالب صاحب ہوراں بارے جانکاری والے حصے نوں ایہناں سجناں ہی ترجمایا ہے۔ میں ایہناں دوہاں سجناں دا دِلوں تھورایت ہاں۔ غزل کجھ انج اے :

زنداناں دے در نہیں کھلدے ہنجواں ہاواں نال
سجناں ایہہ تے کھلن گے لوہے دیاں باہواں نال

اوہناں دی ایس پنجابی کتاب نوں ایس امید دے نال تہانوں پیش کر رہیا ہاں کہ انسان دوست، جالب دوست ایس کتاب نوں پسند کردیاں ہویاں قبول کرن گے۔ اوہناں دے اپنے ایس شعر تے گل مکاواں گا:

ظلم دے ہتھوں جیون کھو لئو، موت دے ڈر نوں مار دیو
ایہہ دھرتی اے پیار دے قابل، ایس دھرتی نوں پیار دیو

سعید پرویز
26 مئی 2001ء
دوپہرے ڈھائی وجے
کراچی

میرا بیٹا میرا حبیب

میرا بیٹا حبیب احمد جالب ۲۴ مارچ ۱۹۲۸ مطابق یکم شوال ۱۳۴۶ ہجری بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے عید الفطر کے دن پیدا ہوا۔ ماہ صیام اپنی تمام تر رونقوں سمیت رخصت ہو چکا تھا۔ عید کا چاند نظر آنے کا اعلان ہمارے گاؤں کے ماسٹر محمد دین نے نقارے پر چوٹ لگا کر کر دیا تھا۔ روزے دار' عید سعید کی خوشی میں سرشار نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت بلند کر رہے تھے۔ گولے چل رہے تھے کیونکہ صبح عید تھی۔ اہل اسلام عید کی خوشی میں چاند رات جاگ کے گزارتے ہیں۔ لوگ خرید و فروخت میں مصروف رہتے ہیں۔ سکھی سہیلیاں اپنے عید کے جوڑوں کو گوٹا کناری لگاتی ہیں۔ ہاتھوں پر مہندی لگائی جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ بہت سے اللہ کے نیک و صالح بندے چاند رات عبادت و ریاضت میں بھی گزارتے ہیں۔

ایک چاند رات ہم نے بھی جاگ کر گزاری تھی۔ تمام رات رابعہ بصری تکلیف میں مبتلا رہی حتیٰ کہ صبح کے چھ بج گئے میاں کے دیوان خانے سے بار بار نماز عید کے جلوس کی روانگی کا اعلان ہو رہا تھا۔ آہستہ آہستہ گاؤں کے لوگ میاں کرار خان کے دیوان خانے کے باہر جمع ہو رہے تھے ۔ جلوس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ میاں کرار خان بار بار لوگوں سے میرے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ لوگ بار بار مجھے بلانے کے لئے گھر کے چکر بھی لگا رہے تھے مگر

میری مجبوری تھی۔ میں ایسی نازک حالت میں اہلیہ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا حتیٰ کہ نماز عید کا جلوس میاں کرار خاں کے دیوان خانے سے روانہ ہوگیا۔ میں گھر کے صحن میں بیٹھا پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اس کا منتظر تھا' رابعہ بصری کی نابینا ماں کوٹھری میں اپنی بیٹی کے پاس موجود تسبیح کر رہی تھی اسی اثنا میں کسی نے کوٹھری سے باہر آکر مجھے مبارکباد دیتے ہوئے بتایا کہ بفضل تعالیٰ بیٹا پیدا ہوا ہے اور زچہ بچہ دونوں خیریت سے ہیں یہ سب کچھ سن کر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور گھر سے باہر نکل کر عید گاہ کی طرف تیزی سے بھاگا' نماز عید کا جلوس پولیس چوکی تک پہنچ چکا تھا کہ جب میں نے جلوس کو جالیا' میرے جلوس میں شامل ہونے اور بیٹے کی پیدائش کی خبر سن کر تمام لوگ بہت خوش ہوئے۔ میں نے نماز عید ادا کی اور یوں بارگاہ ایزدی میں شکر ادا کیا۔ یہ وہ مبارک عید تھی کہ جب خدا کی رحمت سے میرے گھر شیر دل بیٹے حبیب احمد نے جنم لیا جسے دنیا حبیب جالب کے نام سے جانتی ہے۔ یہ چاند رات کا چاند ہے جو مانند آفتاب دنیا میں طلوع ہوا کبھی نہ غروب ہونے کے لئے۔ میری دعا ہے کہ خدا اس کی عمر دراز کرے (آمین)

سبحان اللہ کیا مبارک عید تھی کیا خوشی و مسرت کا دن تھا کہ جب دنیائے اسلام میں عید منائی جارہی تھی۔ ماہ صیام رخصت ہو چکا تھا۔ مسلمانان عالم عید کی خوشیوں میں جلوس نکال رہے تھے۔ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند ہو رہے تھے ہر سو ذکر خدا ورد زبان تھا۔ خوش گلو نعت خواں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذر گذار رہے تھے ایسی ہی ایک سہانی صبح عید تھی کہ جب حبیب جالب پیدا ہوا یہ نوید صبح بن کر دنیا میں آنے والا یہ روشنیوں کا دلدادہ 'یہ اجالوں کا متوالا' یہ اندھیروں کا دشمن ' تاریکیوں سے متنفر اس کی پیدائش صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوئی کہ جب رات کی سیاہیوں کا سینہ چیرتے ہوئے انوار و تجلیات کا سورج آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

حبیب جالب کی پیدائش اس زمانے میں ہوئی کہ جب ہندو مسلم اتحاد اپنے عروج پر تھا اور پورا ہندوستان انگریز کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا ہوا تھا اور آزادی کے نعروں سے

فضا گونج رہی تھی اس فضا میں حبیب جالب کی پیدائش ہوئی۔

حضرت بابا میرے شاہ صاحب کی دعا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرا چھوٹا بیٹا حبیب اس وقت اس کی عمر تین سال ہوگی سخت بخار میں مبتلا ہوگیا شام میں اسے بخار ہوا اور رات ہونے تک بخار کی شدت میں اضافہ ہوگیا جوں جوں رات گزر رہی تھی بخار کا زور ٹوٹنے کی بجائے اس کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا حبیب مجھ سے بہت مانوس تھا اسی لئے میں نے ہی اسے اپنی گود میں لے رکھا تھا۔ گرمی کا موسم' اور بخار کی شدت کے باعث حبیب بار بار چیخ مار کر میری بغل میں گھس جاتا یوں جیسے وہ کسی سے خوفزدہ ہو۔ گرمی کی وجہ سے ہم دونوں میاں بیوی بچے کو لے کر چھت پر آگئے ہمارا خیال تھا کہ کھلی فضا میں بچے کو کچھ سکون ملے گا مگر بچے کی کیفیت میں کوئی فرق نہیں آیا اور بخار مسلسل اسی شدت کے ساتھ موجود رہا۔ ہم دونوں میاں بیوی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر حبیب کو دم درود کر رہے تھے حتیٰ کہ اسی تگ و دو میں آدھی رات بیت گئی مگر بچے کو کوئی افاقہ نہیں ہوا آدھی رات گئے حبیب کی ماں نے مجھے بتایا کہ شام کے وقت مجھے حضرت بابا میرے شاہ صاحب کی آواز سنائی دی تھی حبیب اس وقت گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور بابا میرے شاہ صاحب بڑی اونچی آواز میں کہہ رہے تھے کہ شام کے وقت بچے کو گھر کے دروازے پر مت کھڑا ہونے دیا کرو' بچے کو اندر کرلو۔

حبیب کی ماں نے یہ واقعہ سنا کر مجھے کہا کہ سنا ہے بابا میرے شاہ صاحب گولے آرائیں کے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں کیوں نہ ہم حبیب کو لے کر بابا جی کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تاکہ وہ بچے کو دم درود کریں۔ حبیب کی ماں کی بات سن کر میں سوچ میں پڑ گیا آدھی رات گزر چکی تھی باہر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ گاؤں دیہات کی اندھیری رات کہ جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ایسے میں دوسرے محلے جانے کے خیال ہی سے بدن میں جھرجھری

سی آئی مگر بچے کی تکلیف بھی ناقابلِ برداشت تھی لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی خدا کا نام لے کر گھر سے بابا ِمیرے شاہ صاحب کی طرف روانہ ہوگئے میں نے حبیب کو اٹھا رکھا تھا گاؤں کی خاموش سنسان اور اندھیری رات میں ہم دونوں میاں بیوی بچے کو لئے جا رہے تھے حتیٰ کہ گولے آرائیں کے گھر کے دروازے پر ہم نے پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اتنی رات گئے دروازے پر دستک سن کر گولے آرائیں کے گھر والے پریشان ہوگئے بابا ِمیرے شاہ صاحب بھی نیند سے بیدار ہوگئے تھے۔ ہم باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حبیب کے بارے میں انہیں بتایا بابا میرے شاہ صاحب نے بچے کو دَم کیا اور مجھے بھی چاروں قل اور اول آخر درود شریف پڑھنے کا طریقہ بتایا اور پھر فرمایا کہ اس طرح بچے کو دَم کرو اور آیت البقرہ **وماانفقم نفقتہ او نظرۃ من نذر** یہ آیت بھی پڑھ کردم کرو۔

بابا ِمیرے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دے کر ہم بچے کو لے کر گھر آگئے میں باباجی کی بتائی ہوئی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر بچے کو دَم کرتا رہا مگر بچے کی حالت میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ بچہ بدستور بخار میں تپ رہا تھا اور بار بار چیخ مار کے میری بغل میں گھس جاتا تھا ایسے جیسے وہ خوفزدہ ہو۔ بچہ اپنا ہاتھ بھی بار بار منہ میں ڈالتا تھا اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی میں باباجی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حبیب کو آیات قرآنی پڑھ پڑھ کر پھونکیں مار رہا تھا اور پھر اچانک اسی حالت میں مجھے نیند نے آگھیرا۔ میں نیم غنودگی کی حالت میں تھا کہ مجھے ایک بہت ہی خوفناک آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا "تم بڑی تحصیل میں پہنچ گئے ورنہ ہم بچے کو لے جاتے۔" یہ آواز اور الفاظ سن کر میرا کلیجہ ہل گیا اور میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میں نے حبیب کو دیکھا بخار ویسا ہی تھا مگر اب مجھے عین تسلی ہوگئی تھی کہ میرا حبیب روبہ صحت ہوجائے گا اور پھر صبح ہوتے ہوتے واقعی بچے کا بخار بہت ہلکا ہوگیا۔ دوسرے دن اللہ کے ایک اور نیک بندے بزرگ سائیں لانے شاہ ہمارے گھر تشریف لائے حبیب کو بیمار دیکھ کر سائیں لانے شاہ نے بھی اسے دم درود کیا اور بچے کی صحت کے لئے دعا کی' دعا کے بعد سائیں جی نے بابا ِمیرے شاہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ باباجی محلہ بنگلہ میں گولے

آرائیں کے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں مگر پھر پتہ چلا کہ بابا میرے شاہ صاحب جالندھر تشریف لے جا چکے ہیں۔ سائیں لانے شاہ صاحب ہمارے گھر ہی پر موجود تھے۔ بچے کی حالت کے پیش نظر سائیں جی کی موجودگی ہمارے لئے بہت ہی حوصلہ و تسلی کا باعث بنی ہوئی تھی۔ سائیں لانے شاہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ باتیں کرتے کرتے اچانک انہوں نے مجھے کہا کہ بھئی حضرت سخی سرور سلطان کا عرس شریف شروع ہو گیا ہے چلو ہم دونوں عرس میں شرکت کے لئے کپور تھلے چلیں۔

سائیں جی کی بات سن کر میں سوچ میں پڑ گیا بچہ ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہو پایا تھا ایسی حالت میں بچے کو چھوڑ کر میں کیسے جا سکتا تھا اور جب کہ بچہ مجھ سے بے حد مانوس ہونے کی وجہ سے میرے بغیر رہ بھی نہیں سکتا تھا مگر دوسری طرف سائیں لانے شاہ کا کہنا میرے لئے حکم کا درجہ رکھتا تھا اور پھر حضرت سخی سرور سلطان کا عرس شریف آخر میں نے سائیں لانے شاہ کے حکم پر حضرت سخی سرور سلطان کے عرس میں شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا اور اللہ کا نام لے کر سائیں لانے شاہ صاحب کے ساتھ میانی افغاناں سے کپور تھلہ روانہ ہو گیا مگر راستے بھر ایک لمحے کے لئے بھی میرا دھیان حبیب کی طرف سے نہ ہٹ سکا۔ دراصل حبیب مجھے بچپن سے ہی بہت پیارا لگتا ہے۔ کپور تھلے پہنچ کر حضرت سخی سرور سلطان کی درگاہ کے گدی نشین سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان کی خدمت میں اپنے بچے حبیب کی صحت یابی کے لئے دعا کرنے کی التجا کی انہوں نے حبیب کے لئے بطور خاص دعا فرمائی اور پھر بچے کا احوال سن کر فرمایا کہ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے کپور تھلہ عرس شریف میں نیاز کے ساتھ حاضری کے لئے لانا اور پھر نیاز کے بارے میں بتایا کہ حسب توفیق نقارہ بنایا جائے جسے بچہ خود بجاتا ہوا حضرت سخی سرور سلطان کی نیاز لے کر حاضری دے انشاء اللہ بچہ صحت مند اور عمر دراز پائے گا۔

میلہ حضرت سخی سرور سلطان کا آج پہلا دن تھا میلہ آٹھ یوم تک رہنا تھا۔ سائیں لانے شاہ مجھ سے بولے کہ اب بچے کی طرف سے اطمینان ہو گیا ہے لہٰذا عرس کے اختتام تک

درگاہ پر قیام کریں گے۔ مگر میں اپنے لختِ جگر کے لئے بے چین تھا۔ جسے میں بیمار چھوڑ آیا تھا۔ ان حالات میں میرے رُکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لٰہذا میں نے بڑے ادب کے ساتھ روانگی کی اجازت چاہی۔ سائیں لانے شاہ نے ہر چند مجھے روکنا چاہا مگر میں نہ رک سکا۔ سائیں جی آخر بولے کہ دیکھو عنایت تم آج اپنے گاؤں نہیں پہنچ سکو گے مگر اس کے باوجود بھی میں اللہ کا نام لے کر کپور تھلہ سے جالندھر ہوتا ہوا رات کے نو بجے ٹانڈہ کے ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا۔

ٹانڈہ تو میں پہنچ گیا مگر رات کے نو بج چکے تھے اور مجھے سائیں لانے شاہ یاد آرہے تھے کہ جنہوں نے کہا تھا کہ تم آج اپنے گاؤں نہیں پہنچ سکو گے۔ ٹانڈہ کے اسٹیشن پر میں کھڑا تھا کانوں میں سائیں جی کے الفاظ اور نظروں کے سامنے ان کا چہرہ۔

تم آج اپنے گاؤں نہیں پہنچ سکو گے۔"

اور واقعی میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ٹانڈہ سے پانچ میل کا پیدل سفر کیسے طے کرسکوں گا۔ اندھیری رات کوئی ساتھی بھی نہیں کوئی سواری بھی نہ مل سکے گی مگر ان تمام مجبوریوں کے باوجود اپنے بیمار لختِ جگر کی خاطر مجھے گاؤں پہنچنا تھا جتنی جلدی ممکن ہوسکے مجھے گھر پہنچنا تھا اور پھر یہ سوچ کر خطرناک راستے کی پرواہ کئے بغیر اندھیری رات میں' میں پیدل ہی سڑک سوار ہوگیا' ٹانڈے سے انے دی کھوئی (اندھے کنواں) تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھی جب میں اس جگہ کے قریب پہنچا تو میں نے محسوس کیا کہ ادھر سے میں اور میری مخالف سمیت سے کوئی اور مسافر آرہا ہے اندھیرا اس قدر تھا کہ کوئی شے نظر نہیں آرہی تھی میں ادھر سے اور وہ ادھر سے اپنی اپنی دھن میں مگن چلے آرہے تھے کہ دونوں زوردار طریقے سے آپس میں ٹکرا گئے اور پھر وہ مجھ سے اور میں اس سے خوفزدہ ہوکر اپنی اپنی سمت میں بھاگے۔

بھاگتے بھاگتے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا ہاں البتہ کوئی بھاگا چلا جارہا تھا اللہ ہی بہتر جانے کہ وہ کون تھا۔ اس وقت میری عجیب حالت تھی خوف کے مارے

میرا برا حال تھا۔ میں نے "ناد علی" کا ورد شروع کردیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے گاؤں کی طرف چلتا رہا اپنے بیمار بیٹے حبیب کا خیال بھی مجھے آرہا تھا۔ اسی تانے بانے میں پکا پل آگیا اور پھر کسی غیبی طاقت نے مجھے سائیں قائم شاہ کی کھوئی پر پہنچادیا۔ وہ رات میں کبھی نہیں بھول پاؤں گا کہ جب اپنے بیمار بیٹے کی محبت میں 'میں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا تھا یہ میں حقیقتاً" سچ لکھ رہا ہوں کیونکہ رات میں ٹانڈے سے میانی کا سفر بہت خطرناک سمجھا جاتا تھا راستے میں چور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ رہتا تھا مگر یہ سب بزرگان دین کا فیض تھا کہ میں بحفاظت اپنی منزل تک پہنچ گیا تھا۔ اب سلوتر خانے کی عمارت میری نظروں کے سامنے تھی اور پھر فوراً ہی ایک گلی طے کرکے میں بخیریت تمام گھر پہنچ گیا۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے اور گنگو چوکیدار کی آواز آرہی تھی۔

جاگتے رہنا بھئی اوے۔

میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حبیب کو اس کی ماں گود میں لئے ہوئے تھی پاس ہی حبیب کی نانی گوماں تسبیح لئے بیٹھی تھی اور پڑھ پڑھ کر دم کررہی تھی میں نے حبیب کے ماتھے پر اپنی ہتھیلی رکھی اسے بخار تھا۔

اچھا ہوا تم آگئے بچے نے ابا جی ابا جی کی رٹ لگا رکھی تھی۔

حبیب کی نابینا نانی نے مجھ سے کہا۔

مجھے دیکھ کر حبیب اپنی ماں کی گود سے اتر کر میری گود میں آگیا اور پھر مجھ سے لپٹ گیا۔

اتنی رات گئے کیسے پہنچے ہو؟

حبیب کی ماں نے مجھ سے پوچھا۔

تب میں نے سفر کا تمام حال بیان کیا کہ کس طرح ٹانڈے سے میانی تک پانچ میل کا فاصلہ میں نے طے کیا میرے باحفاظت پہنچنے پر حبیب کی نانی اور ماں دونوں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا پھر میں نے حضرت سخی سرور سلطان کی درگاہ کے سجادہ نشین کی حبیب کے لئے دعائے خیر اور سات سال کی عمر میں حبیب کی درگاہ سخی سرور سلطان پر حاضری کے بارے میں بتایا۔

خدا کے نیک بندوں کی برکت اور دعا سے میرا بچہ حبیب جلد ہی صحت یاب ہو گیا اور پھر سات سال کی عمر کو پہنچنے پر درگاہ حضرت سخی سرور سلطان کے سجادہ نشین صاحب کے حکم کے مطابق حسب توفیق نقارہ بنوایا گیا جسے بجاتے ہوئے حبیب نے حضرت سخی سرور سلطان کے مزار واقع کپور تھلہ حاضری دی۔

حضرت بابا دولے شاہ چشتی صابریؒ کی عالم جذب میں مشتاق حسین مبارک اور حبیب احمد جالب کے بارے میں دعائیہ پیشن گوئیاں

قصبہ ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور میں ایک بزرگ حضرت پیر افضل جیؒ کی درگاہ تھی۔ اس درگاہ پر ایک درویش بابا دولے شاہ" کا مستقل قیام تھا۔ بابا جی درگاہ کے خدمت گار تھے اور ہمیشہ وہاں جھاڑو کشی کرتے نظر آتے تھے۔ ظاہرہ نظر آنے والے عام سے معمولی فقیر' حقیقتاً" اللہ کے بہت ہی پیارے بندے تھے۔

میرے والد میاں جی شرف الدین جیسا کہ وہ بزرگان دین و اولیاء عظام' فقراء کے بہت معتقد تھے۔ وہ خود بھی بزرگوں کے عرس منعقد کیا کرتے تھے اور بزرگوں کے عرس پر بڑے خلوص و عقیدت کے ساتھ حاضری بھی دیا کرتے تھے۔

میں درگاہ حضرت افضل جیؒ کے احاطے میں فکر مند بیٹھا تھا' کل مشتاق کا میٹرک کا نتیجہ نکلنے والا تھا۔ گزشتہ سال وہ میٹرک کے امتحان میں فیل ہو گیا تھا خدا نے غیبی مدد کی تھی اور بچے کو دوبارہ ہائی اسکول میں داخلہ ملا تھا۔ بچے نے بھی اس سال بہت محنت کی تھی مگر پھر بھی امتحان کا نتیجہ جب تک سامنے نہ آجائے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کیا ہو گا۔ ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ساتھ مشتاق بھی بڑا فکر مند تھا۔

میٹرک کا نتیجہ لاہور بورڈ سے نکلنا تھا اور کل کے اخبارات میں نتیجہ شائع ہونا تھا۔ اخبار صبح جالندھر سے آنے والی ٹرین سے ٹانڈہ پہنچنا تھا۔

اڑتے اڑتے یہ خبر بھی مجھ تک پہنچی تھی کہ مشتاق نے اپنے دوستوں سے کہا ہے کہ اگر

اس سال بھی میں فیل ہو گیا تو ٹانڈہ اسٹیشن پر ہی ریل گاڑی کے نیچے آکر جان دے دوں گا اس بات نے الگ ہم دونوں ماں باپ کو پریشان کر رکھا تھا کہ خدانخواستہ بچہ کوئی غلط قدم نہ اٹھا لے۔ ہم اس کی نگرانی بھی کر رہے تھے۔ کل نتیجہ آنے والا تھا یہ ایک دن گزارنا ہم سے مشکل ہو رہا تھا۔ ایسے نازک حالات میں میرے والد میاں جی شرف الدین میانی افغاناں سے ٹانڈہ تشریف لے آئے اور گھر سے معلوم ہونے پر کہ میں درگاہ حضرت افضل جی کے احاطے میں بیٹھا ہوں۔ آپ بھی وہیں تشریف لے آئے۔ میں نے والد صاحب کو دیکھا تو اٹھ کر انہیں سلام کیا میرے سلام کا جواب دینے کے بعد والد صاحب بولے کہ فوراً تیار ہو جاؤ تم کو ابھی میرے ساتھ پیر محمد دیوان شاہ اور حضرت ولی کمال نوری جمال پیر میرے شاہ صاحب کے منعقدہ عرس پر نیاز مندانہ حاضری دینا ہے والد صاحب کی بات سن کر میں نے ان سے کہا کہ کل مشتاق کا میٹرک کا نتیجہ آرہا ہے۔ بچہ گزشتہ سال فیل ہو گیا تھا لہٰذا اس سال کے نتیجہ کے بارے میں ہم میاں بیوی اور خود مشتاق بھی ذہنی طور پر شدید پریشان ہیں اور ان حالات میں میں آپ کے ہمراہ کہیں نہیں جاسکوں گا۔ میرا جواب سن کر والد صاحب بولے کہ تم فکر مت کرو انشاء اللہ بزرگوں کی برکت سے اس بار بچہ پاس ہو جائے گا بس تم عرس پر چلنے کی تیاری کرو میں نے پھر والد صاحب کو قائل کرنے کے لئے بتایا کہ جوان بچہ ہے اور اس بار وہ بہت جذباتی ہو رہا ہے۔ کہتا ہے کہ اگر اس سال بھی فیل ہو گیا تو ریل کے نیچے آکر جان دے دوں گا میں مجبور ہوں اور ان حالات میں بچے کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ والد صاحب پھر بولے کہ تم انکار مت کرو۔ اور عرس پر چلو' والد صاحب کی بات پر آخر میں نے دوٹوک الفاظ میں صاف انکار کردیا کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں نے مزید کہا کہ مجھے بچے کا امتحان درپیش ہے اور اس موقع پر آپ بھی میرا امتحان لینے کے لئے آگئے ہیں؟

ہم دونوں باپ بیٹا کی تکرار بڑی دیر سے بابا دولے شاہؒ سن رہے تھے۔ والد صاحب کا اِصرار اور میرا پیہم انکار۔ بابا دولے شاہؒ ہاتھ میں جھاڑو' درگاہ کی صفائی میں مشغول تھے کہ انہوں نے اچانک اپنا کام روک دیا اور غصے میں مجھے گھورتے ہوئے بولے اوئے عنایت!

کیوں بار بار اپنے باپ کو انکار کرتا ہے تیرا بار بار انکار' اور باپ سے تکرار' اچھا نہیں اپنے باپ کا کہا مان اور ان کے ساتھ چلا جا۔ بابا دولے شاہ" میرے ہم عمر اور بے تکلف دوست بھی تھے اسی لئے میں ان کی بات سن کر غصے میں آگ بگولہ ہو گیا۔ اور میں نے اسی کیفیت میں باباجی سے کہا۔ اوئے بابا! تم رہنے دو اور خاموش رہو۔ تمہیں حالات کا اور ان کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں۔ بس تم خاموشی سے درگاہ پر جھاڑو لگاؤ۔ میں بابا دولے شاہ" کو سخت ست باتیں سنا کر' سر جھکائے فکر مند سا بیٹھا تھا۔ اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ بابا دولے شاہ" کس عالم میں پہنچ چکے ہیں اوئے عنایت!

تو ہم کو کہتا ہے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔

اوئے تو سن لے!

ہم نے تیرے بچے کو پاس کر دیا ہے۔

باباجی کی بات سن کر بھی میں ان کی کیفیت نہ سمجھ پایا اور پھر ان سے مخاطب ہو کر بولا۔

باباجی!

نتیجہ لاہور یونیورسٹی سے نکلتا ہے!

میرا اتنا کہنا تھا کہ باباجی غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے۔

اوئے ہم لاہور یونیورسٹی کے مالک ہیں۔

ہم نے کہہ دیا کہ تیرا بچہ پاس ہے۔

یہ کہہ کر بابا دولے شاہ نے مزار حضرت افضل جی کی طرف اشارہ کر کے انتہائی جذب کے عالم میں کہا۔

رب دی سوں (خدا کی قسم) ہم یونہی کتے رنگڑ فقیر نہیں ہوئے ہیں اگر تیرا بیٹا پاس نہ ہوا تو اس مزار کو اینٹ اینٹ کر دوں گا۔

میں نے یہ الفاظ سنے تو نظریں اٹھا کر باباجی کو دیکھا بابا دولے شاہ صاحب کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اور ان کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

باباجی کو اس حالت میں دیکھ کر میرے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں خوف زدہ سا ہو کر تھر تھر کانپنے لگا۔

ادھر بابا دولے شاہ اسی جذب کے عالم میں کہہ رہے تھے۔

ہم نے اپنے پیر کی درگاہ میں عرضی ڈال دی ہے جو بارگاہ الٰہی میں منظور بھی ہو گئی ہے۔

پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولے۔

جا! تیرا بیٹا پاس ہے۔ نا صرف پاس بلکہ ہم نے اس کے بڑے بڑے مرتبے بھی کر دیئے۔

میں تھر تھر کانپ رہا تھا اور آنکھیں پھاڑے باباجی کو دیکھ رہا تھا اور میرے والد محترم میرے کان میں کہہ رہے تھے۔

بابا دولے شاہ باطنی وزیر تعلیم ہیں۔

بابا دولے شاہ جذب کے عالم میں میرے بیٹے مشتاق کو دعائیں دے رہے تھے اس وقت ان کی سخاوت عروج پر تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے موتیوں کے دان لٹا رہے تھے کہ اسی دوران میرے چھوٹے بیٹے حبیب احمد کے پرائمری اسکول کے استاد میاں احمد حسین صاحب تشریف لے آئے حبیب اس وقت درجہ چہارم میں پڑتا تھا میاں احمد حسین صاحب نے جو باباجی کو جذب کے عالم میں لعل و گہر لٹاتے دیکھا تو وہ باباجی سے بولے۔

باباجی! مشتاق کو تو بہت کچھ دے دیا اب کچھ ہمارے شاگرد حبیب کے لئے بھی عطا کر دو۔

میاں احمد حسین کی بات سن کر بابا دولے شاہ نے حبیب کے بارے میں صرف اتنا کہا۔

''اس کی خوشبو تو دور دور تک پھیلے گی۔ یہ تو بہت ہی یکتا ہو گا۔''

بابا دولے شاہ کی کہی ہوئی باتیں دعائیں آج میں عملی شکل میں دیکھ رہا ہوں میرا بڑا بیٹا مشتاق حسین مبارک محض میٹرک پاس تھا مگر وہ ترقی کرتا ہوا کلاس ون گز۔ٹڈ آفیسر بنا انگریزی فارسی، عربی زبانوں پر اسے دسترس حاصل ہے اور اردو کا بہت اچھا شاعر ہے جب کہ میرا دوسرا بیٹا حبیب جس کے بارے میں بابا دولے شاہ نے فرمایا تھا کہ اس کی خوشبو دور دور تک پھیلے گی اور وہ یکتا ہو گا اور ایسا ہی ہوا کہ میرے بیٹے حبیب جالب کی خوشبو ان کی شاعری

کی صورت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور وہ اپنے عمل میں یکتا ہے۔

سادھو بولے سہے سبھا

سادھو کا بولا ورتھ نہ جا

بے دام بک جانے والا انمول حبیب جالب

حبیب بڑا باادب بچہ ہے۔ اس کی ماں آج بھی کبھی غصے میں آجائے۔ تو اس کی پٹائی کردیتی ہے۔ خدا اسے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اس وقت حبیب جالب ایک بڑا نام ہے۔ ایوب خان اور نواب امیر محمد خان آف کالا باغ جیسے حکمران اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ خدا کی طرف سے انمول پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ مگر عوام کے لئے وہ بے دام بکتا ہے۔ اقبال کا مومن حبیب کی صورت ڈھل کر مجسم سامنے آگیا ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

بس اس کی ایک بات سے مجھے دکھ پہنچتا ہے اور میں دن رات اس کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ وہ جو مرزا غالب نے کہا ہے۔

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اکثر میرے ملنے جلنے والے، مجھ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ماشاءاللہ آپ کا بیٹا حبیب بڑا شیردل ہے حق گوئی و بے باکی میں اس کا کوئی ثانی نہیں اور اسی طرح کی دوسری تعریف و توصیف کی باتیں میں یہ سب کچھ سن کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ ماضی کے واقعات میری نظروں میں گھوم جاتے ہیں۔ ہمارے مورث اعلیٰ بابا خیرالدین، بابا حسین شاہ، نوشاہی بزرگ پیر امام الدین، بابا میرے شاہ، میرے والد میاں جی شرف الدین،

میری والدہ عمری بی' مولوی غلام رسول عالم پوری' اور بابا دولے شاہ صاحب اور میری اہلیہ رابعہ بصری کا تعلیم کی طرف اپنے بچوں کو راغب کرنا اور دلی شہر۔

ابن الوقت لوگ

بعض ایسے لوگ بھی مجھ سے ملتے ہیں' جو کہتے ہیں' کہ حبیب جالب کو سیاست نے کیا دیا' یہ تو جاگیرداروں وڈیروں اور خانوں' سرداروں کا کھیل ہے' کوئی کہتا ہے کہ سیاست دان مطلب پرست لوگ ہوتے ہیں اور حبیب جالب بھوکے غریب لوگوں کی پارٹی سے منسلک ہے (نیشنل عوامی پارٹی) اگر یہ حکومتوں سے مل کر رہتا۔ تو بڑے اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا۔ آپ اپنے بیٹے کو سمجھاؤ کہ یہ حکومتوں کے خلاف نہ بولا کرے۔ خاموش رہے اپنے خیالات بدل دے خواہ مخواہ قید و بند کی صعوبتیں اٹھاتا ہے۔ اس کو ان لیڈروں سے کیا ملے گا۔ کل کو وہ تو وزیر بن جائیں گے۔ اسے کیا ملے گا۔

میں ان کم نظر لوگوں کی باتیں بھی سن لیتا ہوں یقیناً یہ ناسمجھ ہیں۔ ابن الوقت قسم کے لوگ سچائی سے بہت دور۔

مگر میں ان معززین سے یہی کہوں گا کہ میرے حبیب کو خدا نے دردمند دل عطا کیا ہے۔ خدا اس کی عمر دراز کرے یہ کسی بھی قیمت پر خریدا نہیں جاسکتا۔ یہ وہ انمول موتی ہے جسے خدا نے اپنی رحمت کے خزانے سے دنیا کو عطا کیا ہے۔ یہ غریبوں' مزدوروں' ہاریوں' کسانوں کا حبیب ہے' اور یہ ان کی حمایت کرتا رہے گا۔ کرتا رہے گا۔ کرتا رہے گا۔ اس کا مقصد حیات حق گوئی و حق پرستی ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔

مرے ہاتھ میں قلم ہے' مرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا دبا سکے گا' کوئی ظلمتوں کا پالا
مجھے فکر امن عالم' تجھے اپنی ذات کا غم
میں طلوع ہو رہا ہوں' تو غروب ہونے والا

پاکستانی شاعر حبیب جالب

پاکستان وچ ایوب خاں توں لے کے ہن تک اجیہی کوئی حکومت نہیں رہی (بے نظیر دی حکومت نوں چھڈ کے حالانکہ اوس حکومت نے اجے دن ہی کنے پورے کیتے ہن) جس حبیب جالب نوں اوہناں دی شاعری تے انعام وجوں جیل نہ بھیجی ا ہووے۔ جالب صاحب جنا شاعری دے میدان وچ سرگرم رہندے ہن، اونے ہی سیاست وچ۔ اوہ نیشنل عوامی پارٹی دے عہدے دار ہن۔ پچھلے دنیں پاکستان دا ایہہ انقلابی شاعر بھارت آیا ہویا سی۔ اوہناں نال سہیل وحید نے ملاقات کیتی سی۔ اوس دے کجھ سوال ''آرسی'' دے پڑھن ہاراں دی نذر ہن۔

? پاکستان وچ ہون والی حکومتی تبدیلی بارے تہاڈی کیہ رائے ہے؟

ایہہ تاں ہونا ہی سی۔ آخر کدوں تک ڈکٹیٹر شپ چلدی۔ لوکاں دے سفنے اک اک کر کے ٹٹدے گئے، کسے دے سفنے پورے نہ ہوئے۔ ایس طرحاں کھبے پکھی سماج وادی تے لوکائی دی طاقت اکٹھی ہوئی اتے ایہہ تبدیلی آئی۔

? تسیں اپنے آپ نوں ادبی بہتا مندے ہو جاں سیاسی؟

ہن کیہ دسیا جائے۔ جے طاقت ور پارٹی نوں ہی من لیا جاوے تاں اوس دی گل کرنی ہی گل کرنی ہے، اوسے دے گن گاؤن سبھ کجھ لکھنا پڑھنا ہے، تاں بے کار ہے۔ طعنہ شاہی وچ تاں دم گھٹدا سی، تاں ہی میں شاعری وچ وی اتے اپنی زندگی وچ وی سبھ کجھ بدلیا تے شاعری کجھ کہن دا مادھیم بنی۔

? تاں کیہ تسیں سمجھدے ہو کہ بے نظیر دی حکومت توں جنیاں امیداں کیتیاں جا رہیاں ہن، اوہ سبھ پوریاں ہون گیاں۔ تسیں کیہ سوچ کے بے نظیر نال جڑے؟

– اوس پاسے تاں اسیں جا ہی نہیں سکدے۔ اودھر تاں کٹڑ پرست ملانے سن، مذہبی سیاستدان بندے سن۔ سانوں کہیا گیا تسیں ہندوستانی ایجنٹ ہو۔ اسیں کہیا ٹھیک ہے،

کوئی گل نہیں۔ پر اسیں رہاں گے او سے دے نال' جیہڑا آزادی دے گیت گائے گا' آزادی دا چاہوان ہووے گا' عوامی تبدیلی دا چاہوان ہووے گا' ہن امیداں پوریاں ہون جاں نہ' ایہہ وکھری گل ہے۔

? ہن پاکستان وچ اجے تک ہر طرحاں دی آزادی ہے۔ ایس حالت وچ تہاڈی نویں لہر کیہ ہووے گی؟

- اسیں تاں مار کھا کھا کے پلے ہاں۔ اسیں چپ تاں کدی رہے نہیں اتے نہ ہی رہاں گے' جدوں ویکھاں گے جمہوریت نوں خطرہ ہے تاں اوس نوں مضبوط کرن دی کوشش کراں گے' پر انصاف نال ہی۔

? پاکستان دے شاعر جیویں کہ تسیں پروین شاکر' جمیل الدین عالی' جمیل جالبی' احمد ندیم قاسمی' حمایت علی شاعر اتے نویں شاعر جیہڑے ہندی دے شبداں دی ورتوں اپنی شاعری وچ کردے ہن' اوہناں شبداں دا اوتھے پہنچن دا سوما کیہ ہے؟ جدوں کہ ہندوستانی شاعر اجیہے شبد نہیں ورتدے؟

- جمیل الدین عالی وچارے دی تاں مجبوری ہے۔ اوہ دوہے لکھدا ہے۔ باقی دے شاعر اوہی زبان ورتدے ہن' جیہڑی بولی جاندی ہے۔

? میں پچھیا ہے کہ سوما کیہ ہے' جس نال اوہ اوتھے پہنچدے ہن' کیوں جو ایتھوں دے اردو وچ ایہہ شبد نہیں ورتے جاندے؟

- نظیر اکبر آبادی اتے فراق گورکھپوری ایہناں شبداں دی خوب ورتوں کردے ہن دوجی گل ایہہ کہ پنجابی زبان وچ ایہہ شبد عام ورتے جاندے ہن۔ فیر ہندوستانی فلماں توں وی ایہہ شبد لئے جاندے ہن۔ ہن تاں سارے کیہ ہزاراں ہندی شبد اردو دے بن چکے ہن' گھل مل گئے ہن۔

? ہندوستانی اردو شاعری اتے پاکستانی اردو شاعری وچ تسیں کیہ فرق سمجھدے ہو؟

- کسے طرحاں نہیں۔ لوکاں دی شاعری' شاعری ہوندی ہے۔ اوہ جیوندا رہندا ہے جیہڑا لوکاں لئی شاعری کردا ہے۔ لوکاں دی بولی وچ گل بات کردا ہے' شاعری کردا ہے۔

? پاکستان وچ مشاعریاں بارے کجھ دسو؟

- مشاعرے ہن' حکومت ہن کوئی ادبی محفل نہیں' جتھے اک دوجے نوں نیواں نہ وکھایا جاندا ہووے' پتنگاں دے پیچاں وانگ۔ یحیٰی خان دے زمانے وچ اک مشاعرہ ہویا سی۔ مینوں جدوں اوتھے نظم پڑھن لئی کہیا گیا تاں میں اوہناں دی تصویر جیہڑی ساہمنے لگی سی' ول اشارہ کردے ہویاں کہیا:

تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

ایس طرحاں مشاعرہ ختم ہویا تے ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ فیر کجھ دناں پچھوں میرے اُتے اک بدماش نال جھگڑا کرن اُتے چاکو مارن دا الزام لایا تے جیل وچ بند کر دتا۔ ہُن میں جمہوریت پسند ہاں تاں کیہ کراں؟

? تسیں ہُن کہیا سی کہ تہانوں ہندوستانی ایجنٹ کہیا جاندا ہے؟

- ہاں، نیشنل عوامی پارٹی وچ ہون کارن اجیہا کہیا جاندا ہے۔ کیوں جو اسیں جمہوریت پسند ہاں۔ فوجی حکومت دے خلاف ہاں۔ ہمیشہ جمہوریت لئی لڑدے رہے ہاں، کسے نہ کسے روپ وچ۔

? کہیا جاندا ہے کہ اردو ہندوستان دی ونڈ لئی ذمہ وار ہے؟

- کوئی زبان ونڈ دی ذمہ وار نہیں ہوندی پر ایس دا اثر بہت وڈا پیندا ہے۔ ساڈے اوتھے بنگال نال ایہو کجھ ہویا۔ اوس خلاف زہر پھیلایا گیا۔ ہولی ہولی ہوندے کردے آخر بنگال الگ ہو ہی گیا۔

? ایس دا مطلب بنگال، بنگلا دیش دے وکھ ہون اتے اردو پاکستان دے وکھ ہون لئی ذمہ وار ہے؟

- گل ایہہ نہیں۔ زباناں جوڑدیاں ہن، وکھ نہیں کردیاں۔ بنگال دے نال اوس دیاں اقتصادی پریشانیاں زیادہ سن۔ راجسی اتے بھوگولک وی پر ہاں زبان خلا جو زہر اگلیا گیا، اوس نال اوس ماحول وچ بنگال دے وکھ ہون وچ آسانی ہو گئی۔ راہ پدھرا ہو گیا۔

? پاکستان وچ کیہڑے کیہڑے ہندوستانی شاعر تے لکھاری پسند کیتے جاندے ہن؟

ساحر لدھیانوی بہت مقبول ہے۔ اُنج تاں کیفی اعظمی، علی سردار جعفری، مجروح سلطانپوری، جانثار اختر، خمار بارہ بانکوی وغیرہ شاعراں اتے کہانی کاراں وچوں سبھ توں بہتا راجندر سنگھ بیدی پڑھے جاندے ہن۔ پسند کیتے جاندے ہن۔ عصمت چغتائی اتے ہُن واجدہ تبسم وی پڑھی جاندی ہے۔

? تہاڈی نظر وچ کامیاب شاعر کیہڑا ہے؟

جیہڑا لوکاں دی زبان وچ لوکاں دے مسئلے اتے اجیہے مسئلے جیہناں نوں لوک آپ نہیں دس سکدے اتے اپنے دردنوں سینے وچ لکائی رکھدے ہن اتے جدوں شاعر گل کہندا ہے تاں کروڑاں دی ترجمانی ہوندی ہے۔ فیض نے کہیا سی کہ "وہ انتظار تھا" اتے اوہی لوک داد حاصل کردے ہن، جو نظم کہندے ہن جیہڑے دور دور تک پہنچن۔

? فیض بارے کہیا جاندا ہے کہ اونہاں اوڑک سمجھوتا کرلیا سی اتے رومانٹک شاعری کرن لگے سن؟

- فیض نے اپنی شاعری وچ کدھرے سمجھوتا نہیں کیتا۔ اوہناں دی شاعری پختہ ہے۔ لوکاں لئی شاعری ہے۔ اجیہی گل نہیں ہے۔ اُنج تاں ہر اک بندے دے دکھ وکھ حالات ہوندے ہن پر فیض نے میری سمجھ وچ سمجھوتا کدھرے نہیں کیتا۔

? پاکستان دی نویں شاعری بارے تہاڈی کیہ رائے ہے؟

- چنگی ہے کیوں جو اک لمے عرصے تک گھٹن دا ماحول رہیا ہے۔ اوسے کارن لوکاں نے وکھ وکھ ڈھنگاں نال اپنی گل کہی ہے۔ اوسے گھٹن دیاں تصویراں ساہمنے آئیاں ہن۔ نویں تجربے ہوئے ہن' جیہڑے چنگے رہے ہن' نویں پاکستانی شاعری وچ نکھار آیا ہے۔

(پنجابی مہینہ وار ''آرسی'' جون 1989ء وچوں)

پاکستانی شاعر، حبیب جالب لتاڑیاں، کُچلیاں، ان گولیاں تے محروماں دی آواز ہے۔ اوہنے اپنے دیس دی ہر سرکار خلاف روہ دا وکھالا کیتا تے حق دا نعرہ لایا ہے۔ نقاہت کاظمی نے مزاحمت تے روہ دے ایس شاعر نال ملاقات کیتی جس دا سار ایتھے دے رہے ہاں۔

ایڈیٹر

مزاحمتی شاعر حبیب جالب نال ملاقات

''مینوں کئی وار احساس ہوندا ہے کہ میں کسے جھلے وانگ کلم کلا اپنے راہ تے ٹریا جا رہیا ہاں جیہڑا کہ روس تے مزاحمت دا راہ ہے جد کہ دوجے سبھ سوجھوان کسے ہور دی سُر وچ بول رہے ہن''

حبیب جالب دی مانسک پیڑا اوس شاعر دی پیڑ ہے، جس نوں کوئی لالچ بھرما نہیں سکدی، کوئی لوبھ اپنے راہ توں بھٹکا نہیں سکدا۔ اوہ اپنے شعراں وچ عام لوکاں دے دردنوں ظاہر کردا ہے۔ عام پیڑت لوکاں دی زبان بندا ہے۔ ایسے کارن اوہنے جرنیل ایوب خاں توں لے کے جرنیل ضیاء الحق دی حکومت دے دوران قید کٹی۔ پر اوہ تاں پاکستانی عوام دا ضمیر ہے جس نوں کوئی طاقت وی دبا نہیں سکی۔

پچھے جیہے دلی پھیری سے جالب نے دسیا کہ اپنے لوکاں نال غداری اوس دے خمیر وچ ہی نہیں ہے۔ اوہناں گل بات دیلے آکھیا،

''ہر حکومت نے کہا مجھے
ذلیل ہو جا
بیچ دے اپنا ضمیر
شامل ہو جا کمینوں میں
مگر میں مانا نہیں''

ایہدے نال ہی اوہنے ہور کئی شعر سنائے جیہڑے انقلاب دی، لٹ کھسٹ دی، اتے عوام دی طاقت دی گل کردے سن۔

جالب وچ کوئی بناوٹ نہیں، اوہ سہج سبھا، بنا لگ لپیٹ دے اپنی گل آکھدا ہے۔ اوہ دلیر ہے، سورما ہے، اوس بارے اُکا ہی کوئی شک نہیں۔ جالب موجب اجوکا راجسی نظام مذمت جوگ لٹیرا نظام ہے تے ایہہ تھوڑے جیہے خاص لوکاں لئی ہی جیون جوگ ہے۔ اوہ حق دی آواز بن بولدا ہے

جینے کا حق سامراج نے چھین لیا

اُٹھو، مرنے کا حق استعمال کرو

جتھے تک بے نظیر بھٹو دی نویں سرکار دا تعلق ہے، حبیب جالب جمہوریت دے آگمن دا سواگت کردا ہے اتے اپنی سرزمین اتے وگدی تبدیلی دی ہوا نوں جی آیاں آکھدا ہے۔ پر اوہدا مقصد قطعی مشروط ہے۔ اج وی، اوہ کہندا ہے،

ہر بلاول ہے دیس کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

جالب بے نظیر دے پُت، بلاول ول اشارہ کر کے کہندا ہے کہ دیس دے لکھاں بلاول دے سر قرضہ چڑھیا ہویا ہے، اتے لکھاں بے نظیراں دے پیر ننگے ہن۔

حبیب جالب نوں جے اک پاسیوں طاقت دے دلالاں دے وار سہنے پے رہے ہن تاں دوجے پاسے تنقید نگاراں دے۔ پر اوہ ندھڑک قاتل لٹیریاں اُتے ہتھوڑا چلاوندا ہے۔ اوہ کوئی سمجھوتا نہیں کردا اتے اوہ سمجھوتا پسند اتے نازک مزاج شاعراں نوں سمجھاوندا ہے کہ اوہ سماج دے کلیان بارے فکر کرنا چھڈ دین اتے اپنیاں قلماں ''اپنے قمر بنداں نوں سجاؤن لئی'' ورتن۔

اوس دا پاسپورٹ ضبط ہون دی وجہ نال اوہ اپنی جمن بھوں ہوشیار پور دے درشناں لئی آ نہیں سی سکیا۔ اج جمہوریت دی بحالی صدقہ اوہنوں 33 سالاں بعد ہندوستان پھیری تے آؤن دا موقع ملیا ہے۔ اوہ صاف صاف دسدا ہے کہ ایتھے بہت کجھ بدلیا ہے۔ دلی وڈیری دسدی ہے، سڑکاں چنگیریاں ہن۔ اجمیری گیٹ جتھے میں تعلیم حاصل کیتی ''پچھانیا ہی نہیں جاندا''۔ اوہنے وکاس کارجاں ول پورا دھیان دیندیاں آکھیا، کیہ ایس ''وکاس دے مطلب بے شمار عمارتاں دا اُسارنا ہے، جاں کہ جھگیاں جھونپڑیاں نوں وی پکا کیتا جا رہیا ہے؟''

(پنجابی مہینہ وار ''آرسی'' فروری 1990 وچوں)

اک شاعر سی جالبؔ

وارثؔ شاہ تے حضرت باہوؒ بیٹھے اِک مسیتے
شاہ حسینؒ تے بُلھے شاہ نے پاک پیالے پیتے
ہویا سی رحمانؒ دا چرچا، چپّے چپّے اُتّے
شاعری نال خوشحالؔ جگائے لوک جیہڑے سن سُتّے
اِک پاسے شہباز قلندرؒ دم دم دم دے اندر
دُوجے پاسے شاہ لطیفؒ تے سچلؔ عشق سمندر
ایہناں وِچوں کجھ دی عمر عبادت کردیاں لنگھی
ایہناں وچوں کجھ دی اپنے رب توں ڈردیاں لنگھی

پچھلے دور دے کجھ شاعر فنِ وچّن دے ماہر سن
سوداؔ، غالبؔ، ذوقؔ، اقبالؔ جیہے شاعر سن
اُکّے مُکّے جھولی چُک اوہ سبھ اُتّے ظاہر سن
ایہناں وچوں کُجھ دی عُمر قصیدے لکھدیاں لنگھی
ایہناں وچوں کُجھ دی عمر وظیفے منگدیاں لنگھی

ساڈے دور دا ساڈا اپنا اِک شاعر سی جالب
شاعر وی اوہ بہادر سی تے اوہ بندہ وی سی نر
جگری یار کساناں دا تے مزدوراں دا سی جگر
اوہدا اِک اِک شعر ڈنغے وانگ وجیا دل دے اُپّر
وجدا ڈنغا تے کردے لوک دما دم مست قلندر
ساری حیاتی اپنی اوہنے کٹی جیلاں اندر

جاندیاں ہویاں جیل کدی نہیں مُڑ کے تکدا سی اوہ گھر
نہ ای اپنے ملکوں دوڑن والا سی اوہ لیڈر
کدی کدار ای جمّن ماواں اوہدے ورگے پُتر
سڑ جاندے سن ویری بَنّی اگ سی اوہدے اندر
روک نہ سکیا اوہدا رستہٗ کوئی وی فوجی آمر

ساڈے دور دا، ساڈا اپنا اک شاعر سی جالب
نہ ای کسے حاکم دا اوہنے کدی قصیدہ لِکھیا
نہ ای کدی وی کسے دے کولوں اوہنے وظیفہ منگیا
نہ ای ظالم نُوں ظالم آکھن توں کدی اوہ سنگیا
جیہڑے پاسے توں وی لنگھیا، اوہ سر چُک کے لنگھیا
ساڈے دور دا، ساڈا اپنا اک شاعر سی جالب

صابر ظفر

حبیب جالب بارے جان کاری

جالب سائیں کدے کدائیں چنگی گل کہہ جاندا اے
لکھ پڑ جو چڑھدے سورج نوں آخر اوہ لہہ جاندا اے

حبیب جالب

(24 مارچ 1928ء توں 13 مارچ 1993ء تیک)

جنم: 1928ء — 24 مارچ 1928ء مطابق یکم شوال (عیدالفطر) 1326ھ۔ دیہاڑ ہفتہ، سویرے اٹھ وجے، پنڈ میانی افغاناں، ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب (انڈیا)

مڈھلی تے دینی تعلیم: 1935ء۔1940ء — پنڈ میانی افغاناں، ضلع ہوشیار پور (انڈیا) پرائمری اسکول، مولانا غلام رسول عالم پوری ہوراں توں قرآن شریف پڑھیا۔

ہائی اسکول: 1941ء، 1942ء — پنڈ میانی افغاناں، ضلع ہوشیار پور (انڈیا) ہائی اسکول توں چھیویں، ستویں پاس کیتی۔

پہلا شعر: 1942ء — ستویں جماعت دے امتحانی پرچے وچ ''وقتِ سحر'' دا جملہ بناون نوں آکھیا گیا تاں جملے دی تھاں شعر بن گیو نیں۔

وعدہ کیا تھا آئیں گے اِمشب ضرور وہ
وعدہ شکن کو دیکھتے وقتِ سحر ہوا

دِلی آون: وڈے بھرا مشتاق مبارک محکمۂ اطلاعات دِلی وچ ملازم سن۔ اَنج پنڈوں ستویں جماعت
1943ء جماعت پاس کر کے دلی آ گئے تے اینگلو عربک ہائی اسکول موری گیٹ دلی
وچ داخلہ لیا۔

دُوجا شعر: اسکول دے ساہمنے مسیت سی جتھے استاد تے پڑھیار باجماعت نماز پڑھدے سن، بعد
1945ء نماز دعا ہوندی سی۔ اَنج ایہہ شعر ہویا۔

مدتیں ہو گئیں خطا کرتے
شرم آتی ہے اب دعا کرتے

عملی زندگی دا آغاز: دوجی وڈی جنگ دا زمانہ سی تاں جالب صاحب ہوری اسکول دے بعد
1945ء فوجی بارکاں وچکلے جاندے جتھے بچے چنے تھیلیاں وچ بھردے تے اَنج
تھیلیاں بھرن دی مزدوری بارہ آنے ہوندی سی۔ تے مڑ اَنج گھر دی
کفالت دے حصے دار بنے۔

حضرت سائل دلی وچ حضرت سائل، حضرت بیخود ہوراں نوں مشاعرے وچ سنیا کہ
تے بیخود: جیہناں نے غالب تے داغ نوں سنیا ہویا سی ایس توں وکھ جرات تے جگر
1945ء 1946ء صاحب نوں وی سنیا۔

تحریک پاکستان: دلی دے علاقے تیمار پور (جتھے آپ رہندے سن) ہون والے مسلم لیگی
1947ء جلسیاں تے تے اکٹھاں وچ مولانا ظفر علی خان تے علامہ اقبال ہوراں دا
کلام پڑھیا کردے سن ایس توں وکھ شہر دے نوجواناں دی بنائی مسلم لیگی
تحریک وچ باقاعدہ شامل سن۔

محنت مزدوری: کراچی دی بندرگاہ تے مزدوری کیتی۔
1947ء۔1948ء

باقاعدہ شرکت: حبیب احمد تے تخلص مست یعنی حبیب احمد مست میانوی دے ناں توں
1948ء کراچی دے مشاعریاں وچ رلت کیتی۔

داخلہ ہائی اسکول: حالات ہتھوں چھڈیا تعلیمی سلسلہ مڑ شروع کیتا گورنمنٹ سیکنڈری اسکول
1949ء
جیکب لائن کراچی دسویں جماعت وچ داخلہ جتھے نصراللہ خان (سینئر کالم نگار) تے اے ٹی چودھری (ڈان) استاد سن۔ جمیل نشتر (سردار عبدالرب نشتر ہوراں دے (پتر) ہوری وی ایسے اسکول وچ پڑھدے سن۔

ملازمت روزنامہ: بطور پروف ریڈر روزنامہ "جنگ" روزمانہ "ڈان" ملازمت (کجھ مہینے)۔
"جنگ" تے "ڈان"
کراچی 1951ء۔

ہاری تحریک: کامریڈ حیدر بخش جتوئی دی ہاری تحریک وچ رلت۔
1952ء

لائل پور وچ ملازمت کوہ نور ٹیکسٹائل ملز لائل پور (فیصل آباد) وچ مشاعرہ پڑھیا۔ سنن ہاراں
تے برطرفی: وچ بیٹھے سعید سہگل (مالک کوہ نور ٹیکسٹائل ملز) نے خوش ہو کے مل وچ
1952ء
ملازمت دے دتی تے رہن نوں کمرہ۔ کجھ دناں مگروں مشاعرہ ہویا جالب صاحب ہوراں ایہہ شعر پڑھے۔

شعر ہوتا ہے اب مہینوں میں
زندگی ڈھل گئی مشینوں میں
پیار کی روشنی نہیں ملتی
ان مکانوں میں ان مکینوں میں

ایہدے بعد مل مالکاں نوکری کھوہ لئی۔

جگر صاحب نال مشاعرہ:
1952ء
پنجاب یونیورسٹی ہال لہور وچ جگر مراد آبادی ہوراں دی صدارت وچ جگر صاحب ہواں نے پہلی واری جالب صاحب نوں سنیا تے ایہناں دی غزل دے اِک اِک شعر تے بے پناہ داد دتی تے مڑ آکھیا "اگر ہمارا زمانہ مے نوشی ہوتا تو ہم جالب کی غزل پر سرِ محفل رقص کرتے"۔

اورینٹل کالج لہور وچ داخلہ:
1953ء
ڈاکٹر عبادت بریلوی ہوراں کر کے اورینٹل کالج لاہور وچ داخلہ لیا نال نال روزنامہ "آفاق" وچ پنجھتر روپے مہینہ تے بطور پروف ریڈر ملازمت۔

پہلی گرفتاری: ہاری تحریک" دے کارکن دی حیثیت نال کراچی وچ گرفتار ہوئے۔
1954ء

ہندوستان دے مشاعرے: ہندوستان دے مشاعریاں وچ رلت۔ دلی، بمبئی، حیدرآباد دکن، لکھنؤ، ناگپور، گوالیار وغیرہ۔

1954ء توں 1958ء

پنڈت جواہر لال نہرو دی صدارت وچ مشاعرہ: ہندوستان مشاعرے وچ گئے سن۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان دی خواہش تے پاکستانی شاعراں نوں پرائم منسٹر ہاؤس وچ دعوت دتی گئی۔ آپ توں وکھ شوکت تھانوی تے حفیظ جالندھری وی سن۔ آپ نے فرمائش تے اپنی غزل سنائی

محبت کی رنگینیاں چھوڑ آئے
ترے شہر میں اک جہاں چھوڑ آئے

اوتھے اک پینٹنگ لگی ہوئی سی جیہڑی ہجرت دے متعلق سی۔ مہاجرین آ جا رہے سن آپ دی غزل ایس پینٹنگ دا اظہار سی جیہنوں پنڈت ہوراں وی پسند کیتا۔

اپنے پنڈ وچ : 1956ء
جالب صاحب ہندوستان مشاعرے تو واپس پاکستان آوندے پئے سن جد گڈی جالندھر رکی تاں سامنے ہی بس والے واجاں پئے ماردے سن ''ٹانڈے ۔۔۔ٹانڈے'' آپ کولوں رہیا نہ گیا تے آپ ٹانڈے جان والی بس وچ بہہ گئے۔ ٹانڈہ اپڑے تاں اوتھے ساڈھے تن میلاں دی وتھ تے پنڈ میانی افغاناں سی تے فیر ٹانڈے توں سائیکل رکشہ وچ بہہ کے' جیہنوں کوئی سردار جی پئے چلاندے سن اُتے بہہ کے میانی افغاناں اپڑ گئے جتھے اِک گھنٹہ رہن مگروں اوہناں دے مجان مولک رام نے اوہناں نوں رخصت کیتا۔ حالات اوس ویلے وی ماڑے ای سن۔

پہلا فلمی گیت : 1956ء
''مس 86'' نامی فلم (جیہدے ڈائریکٹر روپ کے شوری تے موسیقار جی اے چشتی سن) لئی پہلا فلمی گیت لکھیا جیہنوں مہدی حسن تے نذیر بیگم نے گایا سی۔ گیت دے بول سن:

یہ چاندنی یہ سائے
پہلو میں تم ہو میرے
پھر کیوں نہ پیار آئے

ویاہ: محرم دی چھ تاریخ تے 1956ء ملتان وچ چاچے دی دھی نال ویاہ ہویا۔
1956ء

NAP وچ رلت: نیشنل عوامی پارٹی وچ رلت تے ساری حیاتی ایسے اِکو جماعت نال جُڑے رہے ایس توں وکھ ہم خیال سیاسی تنظیماں تے پارٹیاں نال وی تعاون رہیا۔
1956ء

برگِ آوارہ: پہلی کتاب ''برگِ آوارہ'' مکتبۂ کارواں لہور نے چھاپے چاڑھی۔
1957ء

لہور منتقلی: کراچیوں ماں پیو، تیویں، بھین تے چھوٹے بھراواں سنے لاہور اُ کا پُکا آونا۔
1958ء

مومن دا کردار: پاکستانی فلم ''غالب'' وچ شاعر مومن خان مومن دا کردار ادا کیتا۔
1959ء

ملکوں باہر جان تے پابندی: جنرل ایوب خان دی حکومت نے بدیس جان تے پابندی لا دِتی۔
1960ء

میں نہیں مانتا: فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان دے بنائے گئے دستور دے خلاف پہلی واج۔
1964ء

دیپ جس کا محلات ہی میں جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
وہ جو سائے میں ہر مصلحت کے پلے
ایسے دستور کو صبحِ بے نور کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

محترمہ فاطمہ جناح بمقابلہ ایوب خان: مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح نے جنرل ایوب موہرے انتخاب وچ حصہ لیا، محترمہ ہوراں ولوں ملک دیاں پنجاں شخصیتاں نوں انتخابی مہم ویلے نال نال رہنا سی ایہناں وچ اک جالب صاحب وی سن۔
1964ء

اقدامِ قتل دے تحت گرفتاری: 1964ء

محترمہ فاطمہ جناح دی انتخابی مہم تو دور رکھن لئی لہور دے اک ہسٹری شیٹر وارث تے حملے دے الزام وچ آپ نوں گرفتار کیتا تے سیشن جج دی عدالت نے ست سال قید با مشقت دی سزا تے اوس توں مگروں لہور ہائی کورٹ توں باعزت رہائی۔ آپ ولوں میاں محمود لی قصوری بطور وکیل پیش ہوئے تے معاونت شیخ محمد رفیق ہوراں کیتی جد کہ نمایاں گواہ عبداللہ ملک سن

سرِ مقتل: 1966ء

دُوجی کتاب ''سرِ مقتل'' مکتبہ کارواں لاہور نے چھاپی تے اک مہینے اندر ایہدے چار ایڈیشن چھپے جو کہ اِک ریکارڈ ہے۔ ستمبر 66ء توں نومبر 66ء تیک ایس کتاب دے ست ایڈیشن چھپے تے فیر کتاب حکومت نے ضبط کر لئی۔

یوم حمید نظامی: 1967ء

وائی۔ایم۔سی اے ہال لاہور وچ حمید نظامی صاحب دی برسی تے جلسہ ہویا صدارت ذوالفقار علی بھٹو کر رہے سن تے اسٹیج سیکرٹری شورش کاشمیری سن جلسے وچ ''چھ ستمبر'' ناں دی نظم پڑھن اتے اوہناں نوں گرفتار کر لیا گیا۔

جنگ جاری رہی: 1969ء

جنرل ایوب خان جاندے ہوئے اقتدار یحییٰ خان نوں سونپ گئے۔ پر آپ دی جنگ جاری سی ''مری'' دے مشاعرے وچ جالب صاحب نے نویں حکمران دی لگی تصویر نوں ویکھ کے آکھیا:

تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

انتخابات: 1970ء

1970ء دے الیکشن وچ پنجاب اسمبلی دی رکنیت لئی آپ نے نیشنل عوامی پارٹی دے ٹکٹ تے حصہ لیا۔ مقابلے وچ پیپلز پارٹی دا امیدوار چودھری محمد علی سی۔ ملک دے سچے سوجھواناں تے ہندوستانوں اداکار بلراج ساہنی دا بیان وی چھپیا کہ جالب دے احترام وچ مقابلے وچ کھلوتے سبھے امیدوار بہہ جان پر انج نہ ہویا تے ایوں پیپلز پارٹی دا چودھری محمد علی جت گیا۔ جالب صاحب ہوراں نوں ساڈھے ست سو ووٹ ملے نتیجے تے تبصرہ کردے ہوئے سید محمد تقی نے ٹیلی ویژن تے کہیا کہ حبیب جالب دا ہارنا نہایت افسوس ناک اے۔

منزل کھو رہے ہو: کسان ہال لاہور وچ جلسے نوں خطاب کردیاں آپ نے کہیا کہ یحییٰ خان تے
1971ء نورالامین اپنے ساتھیاں سمیت ملک توڑ رہے نیں۔ پولیس والیو میرا بیان لکھ
لئو کہ اج تو بعد چپ رہنا بد دیانتی تے جیل توں باہر رہنا بے غیرتی ہے۔ فیر
ایہہ قطعہ پڑھیا تے گرفتار ہو کے کیمپ جیل چلے گئے۔

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خوں سے دھو رہے ہو
گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

گرفتاری: ذوالفقار علی بھٹو دے دور حکومت وچ حزبِ اختلاف دیاں جماعتاں ولوں
1973ء تحریک سول نافرمانی دے تحت پروگرام موجب پہلے گروپ نے گرفتاری پیش
کیتی۔ جالب صاحب ہوراں نال نوابزادہ نصراللہ خان، ملک محمد قاسم تے
مذہبی جماعتاں دے تن نمائندے شامل سن۔ گرفتاری نوابزادہ صاحب دے
دفتر نکلسن روڈ لہور توں پیش کیتی گئی۔

حیدرآباد سازش کیس: جالب صاحب دے بارہ سال دے پتر طاہر عباس مرحوم دا تیجا سی کہ
1976ء جد ایف۔ ایس۔ ایف تے پولیس نے گھر نوں گھیرا پا لیا تے بغاوت دے
مقدمے دے تحت گرفتار کیتا۔ نیشنل عوامی پارٹی دی مرکزی کمیٹی کے ارکان
سمیت 55 بندے گرفتار ہوئے جیہناں وچ خان عبدالولی خان، میر غوث بخش
بزنجو، عطاء اللہ مینگل، ارباب سکندر خلیل، خیر بخش مری، قسور گردیزی تے
دوجے شامل سن۔

ضمانت تے رہائی: لہور دے لطیف بٹ دی وساطت نال رانا نذرالرحمٰن تے رانا ظفراللہ خان
1978ء نے دو دو لکھ روپے دی ضمانت پیش کیتی تے جالب صاحب چودہ مہینے مگروں
حیدرآباد جیل توں رہا ہوئے۔

گولڈن جوبلی: آپ دی پنجاہویں ورھے گنڈھ (سالگرہ) (1928ء توں 1978ء) ملک دے
1978ء وڈے شہراں توں وکھ قصبیاں تے پنڈاں وچ وی منائی گئی۔ بدیساں وچ وی
تقریباں ہوئیاں۔ اچیچے طور لومما یونیورسٹی، روس وچ پنجاہویں ورھے گنڈھ

دے اکٹھ ہوئے تے بطور یادگار آپ لئی کارل مارکس تے لینن دے مجسمے
(خاص دھات دے) گھلے گئے۔ ایس موقع تے لہور دے اہل قلم نے
"حبیب جالب ۔۔۔فن اور شخصیت" دے سرناویں ہیٹھ اک کتاب چھاپے
چڑھی جیہدے چھاپن ہار شیخ غلام علی اینڈ سنز سن۔ کتاب دا رنگین ٹائٹل
"صادقین" نے آپ خواہش ظاہر کر کے بنایا تے جالب صاحب دے اک
قطعے دی خطاطی وی کیتی۔ کتاب وچ سبط حسن' احمد ندیم قاسمی' ڈاکٹر وزیر آغا'
ڈاکٹر عبادت بریلوی' ڈاکٹر وحید قریشی' ڈاکٹر عندلیب شادانی' انتظار حسین'
فارغ بخاری' عبداللہ ملک' محمد خالد اختر' محسن احسان' سلیم اختر' تبسم کاشمیری'
سعیدہ گزدر' انور سدید' اصغر ندیم سید' حسن رضوی' شاہد شیدائی' سلیم شاہد' مظفر
وارثی' نجیب احمد' قسور گردیزی تے امین مغل ہوراں دیاں لکھتاں شامل سن۔

پریس کلب کراچی تاحیات رکنیت: 1980ء

25 دسمبر 1980ء جنرل ضیاء الحق دے دور حکومت وچ اکیڈمی ادبیات دا پہلا
اجلاس اسلام آباد وچ ہویا جس وچ ملک بھر دے لکھاری' سوجھوان شریک
ہوئے۔ عین اوسے دیہاڑے کراچی پریس کلب نے جالب صاحب نوں
اپنے کلب دی تاحیات رکنیت دتی تے جالب صاحب نے پہلی وار اپنی نظم
پریس کلب دے عظیم الشان جلسے وچ پڑھی اسٹیج تے سید سبط حسن بیٹھے سن۔

ظلمت کو ضیاء صرصر کو صبا بندے کو خدا کیا لکھنا
پتھر کو گہر دیوار کو در کرگس کو ہما کیا لکھنا

لہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن دی اعزازی رکنیت: 1982ء

لہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے اک متفقہ قرارداد راہیں حبیب جالب
نوں بار دی اعزازی رکنیت دتی۔ آپ بار دے اکلے غیر وکیل رکن سن۔

سڑک وچالے کُٹ: 1983ء

عورتاں نے ادھی گواہی دے خلاف لہور وچ احتجاجی جلوس کڈھیا' جتھے
پولیس نے عورتاں دے نال جالب صاحب نوں وی سرعام گھسوناں' لتاں
تے بندوق دے بٹاں نال ماریا' ایس موقعے اتے اوہناں آکھیا سی:

جسم پہ جو زخموں کے نشاں ہیں اپنے تمغے ہیں
ملی ہے ایسی داد وفا کی کسے سڑک کے بیچ

جواء کھیڈدیاں
گرفتاری: مرزا غالب وانگوں آپ نوں وی جواء کھیڈن دے الزام وچ گرفتار کیتا گیا۔
1984ء

انج وی بندی وان جنرل ضیاء الحق دے دور حکومت وچ ہی اک واری جالب صاحب نوں
ہوئے: دسویں محرم توں پہلاں ایہہ کہہ کے گرفتار کیتا گیا کہ سانوں پتہ لگا اے کہ
1984ء تسیں دس محرم دے جلوس تے پتھراؤ کرنا ہے۔ انج ای قسور گردیزی وی
گرفتار ہوئے جدکہ اوہناں دا تعلق فقہ جعفریہ نال سی۔

حرف سردار: اردو مرکز لندن دے تحت تھرڈ ورلڈ آرگنائزیشن دے ہمایوں گوہر نے ''حرف
1987ء سرِ دار'' دے ناں توں جالب صاحب دے سارے کلام نوں چھاپے
چاڑھیا۔ کتاب دا ناں مشتاق احمد یوسفی نے تجویز کیتا سی ایس اہتمام نال
صرف دو شاعراں دا کلام چھاپیا گیا دوجے شاعر فیض احمد فیض سن۔

پاسپورٹ بحال: تیہہ سال بعد پیپلز پارٹی گورنمنٹ (بے نظیر بھٹو) وچ وزیر داخلہ اعتزاز
1988ء احسن نے جالب صاحب ہوراں دا پاسپورٹ بحال کیتا۔

دورہ ماسکو: فارسی دے عظیم شاعر مولانا نورالدین جامی دی پنج سو پنجھترویں سالگرہ دے
1989ء موقع تے جالب صاحب پاکستان توں رلت کرن لئی روانہ ہوئے جتھے اکادمی
آف سائنسز وچ جالب صاحب ہوراں مولانا جامی لئی نظم پڑھی جیہدا روسی
زبان وچ ترجمہ مشہور لکھارن نومیلا نے پیش کیتا۔

مسلسل بیماری: مارچ 1991ء وچ جالب صاحب دی وڈی دھی نورافشاں دا ویاہ ہویا۔ اوس
1992ء توں بعد اوہ اکثر لہور تے کراچی دے ہسپتالاں وچ داخل رہے۔

عراق۔ ایران حبیب جالب دی خدمات نوں مندیاں حکومت عراق' ایران تے لیبیا نے
لیبیا مالی تعاون دی پیشکش کیتی جیہنوں آپ نے اوہناں دا شکریہ ادا کردے
1992ء ہوئے قبول نہ کیتا۔

زید ہسپتال لہور روزنامہ ''جنگ'' دے خرچ تے نوں علاج دی غرض نال کراموِیل ہسپتال لندن
توں لندن روانگی: روانہ ہوئے جتھے تقریباً اک مہینہ رہن مگروں واپس زید ہسپتال لہور آ گئے۔
1992ء حدوں ودھ کمزور تے لسے ہون کارن علاج اوکھا سی۔

سو گئے خواب سے 12 تے 13 مارچ دی وچلی رات ساڈھے بارہ وجے شیخ زید ہسپتال لہور وچ لوگوں کو جگانے والے شاعرِ عوام حبیب جالب 65 سالاں دی عمر وچ وفات پا گئے۔
1993ء

اب رہیں چین سے بیدرد زمانے والے

سو گئے خواب سے لوگوں کو جگانے والے

اعزازات

شاعرِ عوام: عوام نے آپ نوں شاعرِ عوام دا خطاب دتا تے فیض سمیت ادب دے سارے اکابرین نے عوام دے ایس فیصلے دی تائید کیتی۔

گریجویٹ ایوارڈ:
1966ء

آج اس شہر میں کل نئے شہر میں بس اسی لہر میں

اُڑتے پتوں کے پیچھے اُڑاتا رہا شوقِ آوارگی

تے بہترین نغمہ نگار دا ایوارڈ دتا گیا۔ ایس گیت نوں گلوکار احمد رشدی نے گایا تے موسیقار مصلح الدین سن تے فلم سی ''جوکر''۔

نگار ایوارڈز: فلم ''زرقا'' پاکستان فلم انڈسٹری دی پہلی ڈائمنڈ جوبلی (سو ہفتے) فلم سی اوس فلم دا تھیم سانگ
1969ء

تو کہ ناواقف آدابِ غلامی ہے ابھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

ایہہ گیت گلوکار مہدی حسن نے گایا سی جد کہ لفظ ''اللہ'' دی ادائیگی رضیہ دا کمال سی۔ موسیقار رشید عطرے سن۔

انجمن تحفظ حقوقِ انسانی
1980ء
انجمن تحفظ حقوق انسانی (پاکستان) ولوں آپ نوں سلور میڈل دتا گیا۔ اودوں آپ جیل چ سن لہٰذا میڈل اوہناں دے وڈے پتر ناصر عباس ہوراں وصول کیتا۔

انجمن تحفظِ حقوقِ انسانی 1986ء	انجمن تحفظِ حقوقِ انسانی (پاکستان) گولڈ میڈل، حبیب جالب صاحب نے خود وصول کیتا۔
نگار ایوارڈز : 1986ء	فلم "چوروں کی بارات" دے سارے گیت اوہناں نے لکھے۔ ایس فلم دے تھیم سانگ تے اوہناں نوں اک واری فیر نغمہ نگار دا ایوارڈ دتا گیا
گریجویٹ ایوارڈز : 1986ء	بہترین نغمہ نگار فلم "چوروں کی بارات"
نگار ایوارڈ: 1987ء	فلم "ہم ایک ہیں" دے سارے گیت آپ نے لکھے۔ ایس فلم دے موسیقار نثار بزمی سن فلم دے تھیم سانگ "ہم ایک ہیں" تے آپ نوں بہترین نغمہ نگار دا ایوارڈ دتا گیا۔
حسرت موہانی ایوارڈ: 1988ء	عالمی اردو کانفرنس منعقدہ دلی (انڈیا) وچ آپ نوں حسرت موہانی ایوارڈ دتا گیا۔
جمہوریت ایوارڈ 1989ء	نیشنل بک کونسل دی چیئرپرسن محترمہ فہمیدہ ریاض دی نامزدگی تے جالب صاحب دی ساری شاعری دے اعتراف وچ اوہناں نوں وزیرِاعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے گولڈ میڈل نے اک لکھ روپیہ بطور جمہوریت ایوارڈ دتا (ایس ایوارڈ دا ناں صرف حبیب جالب ہوراں دے لئی رکھیا گیا سی)۔
سوہن سنگھ جوش ایوارڈ: 1990ء	لندن دے ساؤتھ ہال وچ پنجابی ایسوسی ایشن دے جنرل سکتر شیر جنگ رام جی نے سوہن سنگھ جوش ایوارڈ آپ نوں پیش کیتا۔
گریجویٹ ایوارڈ : 1990ء	بہترین نغمہ نگار فلم "کالے چور"۔

نگار ایوارڈ : 1991ء	فلم ''وطن کے رکھوالے'' لئی بہترین نغمہ نگار ایوارڈ مدیہفت روزہ ''نگار'' جناب الیاس رشیدی نے آپ نوں شیخ زید ہسپتال لہور وچ اپڑایا۔
قومی فلم ایوارڈ : 1994ء	حکومت پاکستان ولوں 1990 دا قومی فلم ایوارڈ بہترین نغمہ نگار فلم ''کالے چور'' لئی آپ نوں مرنوں بعد دتا گیا۔
نشان امتیاز: 1994ء	مرنوں بعد آپ لئی حکومتِ پاکستان ولوں صدر پاکستان محمد فاروق لغاری نے پیش کیتا' جیہنوں آپ دی بیگم ممتاز جالب ہوراں وصول کیتا۔

○

ایہہ زمین رب دی' اسمان رب دا

ساڈا' ساریاں دا سانجھا ایہہ جہان رب دا

اِک جھات

ناں: حبیب احمد   پیو دا ناں: صوفی عنایت اللہ   ماں جی دا ناں: محترمہ رابعہ بصری

بھین بھراواں :   1۔مشتاق مبارک 2۔ رشیدہ بیگم

دے ناں   3۔ عبدالحمید خان 4 ۔سعید پرویز

بیوی دا ناں: ممتاز بیگم   بالاں دا ناں: 1 ناصر عباس۔2۔انور ہدیٰ۔3۔ نور افشاں۔
4۔لیلیٰ خالد۔5۔ طاہرہ۔ 6۔یاسر عباس۔ رخشندہ زویا۔
8۔حجاب فاطمہ

شعری مجموعے

1۔ برگ آوارہ۔ 2۔ سر مقتل۔ 3۔ عہد ستم۔ 4۔ ذکر بہتے خون کا۔ 5۔ گوشے میں قفس کے۔ 6۔عہد سزا۔7۔ حرف حق۔ 8۔ اس شہر خرابی میں۔ 9۔جالب نامہ۔ 10۔ حرف سردار۔ 11۔ کلیات حبیب جالب۔ 12۔ میں ہوں شاعر (ان چھپیا کلام) ناشر' ناصر عباس جالب۔ 13۔ جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے۔14۔ چاروں جانب سناٹا ہے (منتخب کلام' مرتب : طاہر اصغر)۔15۔رقص زنجیر (فلمی نغمات' مرتب: طاہر اصغر)۔16۔رات کلیہنی' (پنجابی کلام)۔

حبیب جالب بارے دوجیاں کتاباں

1۔حبیب جالب ۔۔۔۔"فن اور شخصیت"
(پنجاہویں سالگرہ دے موقع تے 1978ء وچ لہور دے لکھاریاں چھاپی)
2۔کوئی تو پرچم لے کر نکلے (مرتب: مجاہد بریلوی)۔
3۔ بیاد جالب (مرتب: مجاہد بریلوی)
4۔حبیب جالب ۔۔۔۔"فن اور شخصیت"۔
(مرتب: نند کشور وکرم۔طبع' عالمی اردو کانفرنس۔ دہلی۔ ہندوستان)۔
5۔ جالب بیتی (مرتب: طاہر اصغر۔طبع جنگ پبلی کیشنز)۔
6۔ بیسویں صدی کا عوامی شاعر۔۔۔۔ حبیب جالب (مرتب: ظہور احمد خان۔ رانا عبدالرحمٰن' طابع' فکشن ہاؤس' لہور۔
7۔ جالب جالب (تحریر: جمال احسانی۔ طابع: معراج رسول۔ کراچی)۔
8۔ جالب' انصاف کا طالب (مرتب: ضیا ساجد)۔
9۔ حبیب جالب ۔۔۔۔"گھر کی گواہی" (تحریر و تدوین' ترتیب: سعید پرویز)۔
10۔حبیب جالب ۔۔۔"شاعر شعلہ نوا" (تحقیق و تدوین: سعید پرویز)۔

جالبؔ سائیں کدی کدائیں چنگی گل کہہ جاندا اے
لکھ پُوجو چڑھدے سورج نوں آخر ایہہ لہہ جاندا اے

باجھ ترے اوہ دل دے ساتھی دل دی حالت کیہ دسّاں
کدی کدی ایہہ تھکیا راہی رستے وِچ بہہ جاندا اے

ساندل بار وسیندِیئے ہیرے وسدے رہن ترے ہاسے
دو پل تیرے غم دا پروہنا اکھیاں وچ رہ جاندا اے

ہائے دوآبے دی اوہ دنیا جتھے محبت وسدی سی
ہنجو بن کے دُکھ وطناں دا اکھیاں چوں ویہہ جاندا اے

فجرے اوہ چمکاندا ڈِٹھا جالبؔ ساری دُنیا نوں
راتیں جیہڑا سیک دُکھاں دے ہَس ہَس کے سہہ جاندا اے

وِچھڑے دل وی مِل سکدے نیں

دل دی کالک
ہنجُواں نال اِی دُھل سکدی اے
زخم جگر دے دھو آئیں
ہنجُواں نال ای سِل سکدے نیں
وِچھڑے دل وی مِل سکدے نیں
رو آئیں
نفرت دی اگ
ہنجُواں نال ای بُجھ سکدی اے
اکھیاں دے وچ ہنجو بھر کے پیار دی ٹھنڈک
بو آئیں
دل دی کالک
ہنجواں نال ای دُھل سکدی اے
دھو آئیں

اُچیاں کندھاں والا گھر سی رولیندے ساں کُھل کے
ایسی واء وگائی او رّبا رہ گئی جندڑی رُل کے

چار چوفیرے درد ہنیرے ہنجو ڈیرے ڈیرے
دُکھیارے ونجارے آ گئے کدھر رستہ بُھل کے

یاد آئیاں کُجھ ہور وی تیرے شہر دیاں برساتاں
ہور وی چمکے داغ دِلاں دے نال اشکاں دے دُھل کے

اپنی گل نہ چھڈیں جالب شاعر کجھ وی آکھن
اپنی رنگت کھو دیندے نیں رنگ رنگاں وچ گُھل کے

رات گُلیہنی

دنیا بھر دے کالے چِٹے چور لُٹیرے
سوچیں پے گئے
کیہ ہووے گا رات جے مُک گئی
جے دھرتی دے کامیاں اگے
گردن جُھک گئی
رات نُوں روکو
روشنیاں دے ہڑ دے اَگے
اُچیاں اُچیاں کندھاں چکو
رات نوں روکو!

ہڑ دی گُونج تے گُھوکر سُن کے
تاجاں تے تختاں دی دنیا کمب اُٹھّی اے
اِک مِٹھی اے
جدوں ایہناں دی لُٹ کھسُٹ نوں خطرہ پیندا
رب رسول نوں خطرے دے وِچ پا دیندے نیں
رَب رسول دے حکم دے نال ایہہ رہن نہیں لگے
خونی قاتل چور لُٹیرے کالے بگے
جالب بھاویں لکھ اکٹھّے ہو ہو بہون
نہیں ایہہ ہُن رہنی
رات کلیہنی

زنداناں دے در نہیں کھُلدے ہنجواں ہاواں نال
سجناں ایہہ تاں کھُلن گے لوہے دیاں باہواں نال

ویکھ زمانہ گل کردا اے اج ہواواں نال
منزل تیرے ہتھ نہیں آؤنی صرف دعاواں نال

نہ بھُل سکیا نہ بھُل سکداں بیاس دے کنڈھے نوں
سدا رہوے گی یاد ایہناں دی میریاں ساہواں نال

اِکوّ دُکھ اکھاّں وچ وسیا' کوئی نہ دسیا فیر
ساڈا راہ بدل سکدا اے کون اداواں نال

خوف دا سایا ذہن اپنے دے آوَن نہ دِتّا کول
دھن جگرا ساڈا وی جالب رہے بلاواں نال

(میانوالی جیل چ لکھی گئی)
(پنجابی مہینہ وار ''آرسی' بھارت' اکتوبر 1985 'وچوں)

مُنڈیا

چُپ کر مُنڈیا نہ منگ روٹیاں
کھائیں گا زمانے ہتھوں نیں تے سوٹیاں
دڑ وَٹ کے تُوں کٹ ایتھے دن چار
صدیاں تُوں بُھکھے لوکی کھاندے آئے مار
اِک مُکی چک لے دوسری تیار

دِلاں وِچ جیہناں دے محبتاں دا نُور
جان ٹھکرائے بِنا کیتیاں قصُور
رہن سُکھی واجداں ولیکیاں دے یار
صدیاں تو بُھکھے لوکی کھاندے آئے مار
اِک مُکی چک لئے دوسری تیار

اِک نظم

ایدھر گھوڑا اودھر گاں
دس بندیا میں کِدھر جاں

ایدھر مُلّا دی چھونی ایں
اودھر پنڈت دی توَنی ایں

ایدھر حال اگر مندا اے
اودھر وی تے بُھکھ چوَنی اے

آوے کِتے نہ سُکھ دا ساہ
دس بندیا میں کِدھر جاں

بازآ جاؤ

ہُن وی باغ چوفیریوں لُوسدا اے
کالا سپ ' ساڈا لہُو چُوسدا اے

آپ ساڑ کے اپنے آہلنے نوُں
اساں آکھنا دوش ایہہ رُوس دا اے

دِھی کمی دی

دِھی کمی دی
وڈّے گھر وچ بُتیاں کر دی
ہنجوُ پیندی ہو کے بھر دی
نہ ایہہ جِیندی نہ ایہہ مر دی
بُڈّھے خان دا حُقّہ
دن وِچ سو سو واری تازہ کر دی

خان دا پُتر

بیٹھک دے وِچ ہاسے بھانے
بانہہ پھڑ لیندا ایتھوں سیندا ایتھوں کھیہندا
کیہ دساں اوہ کیہ کیہ کہندا

اَدّھی راتیں چھوٹی بی بی کہندی
اُٹھ تکیے وَل چلیے
جے کمی نے پنڈ وچ رہنا
فیر ایہہ سبھ کجھ کرنا پینا

گل سُن چھپنا

گل سُن چھپنا
راج لیا اپنا
وڈیاں وڈیریاں دا
ظالماں لُٹیریاں دا
چھڈ ناں جپنا
گل سُن چھپنا!
راج لیا اپنا

گورے چِٹے صاباں کولوں
کالیاں نواباں کولوں
بچ ایہناں عذاباں کولوں
نئیں تاں تینوں مُدّتاں
پوے گا کلپنا
گل سُن چِپنا
راج لیا اپنا

سراں دیاں پوتیاں نے
پوتیاں پڑوتیاں نے
ریگناں دے طوطیاں نے

کجھ تینوں دِتا وی
اینویں پیا ٹپنا
گل سُن چِپنا
راج لیا اپنا

بندے نہیں ایہہ پیار دے
اینویں تینوں چار دے
جھُوٹ پئے مار دے
ہوش کر پا گلا
چل 'پا' کھپ نا
گل سن چپنا
راج لیا اپنا

بُوٹاں دی سرکار

ڈاکواں دا جے ساتھ نہ دیندا پنڈ دا پہریدار
اَج پیریں زنجیر نہ ہوندی جِت نہ بنّدی ہار

پگّاں اپنے گل وچ پالوٗ ٹُرو پیٹ دے بھار
چڑھ جائے تے مشکل لہندی بُوٹاں دی سرکار

(جنرل یحییٰ خاں دے دور وچ لکھی گئی)

ماں بولی

پُتراں تیری چادر لاہی
ہور کسے دا دوش نہ مائی

غیراں کرودھ دی اوہ اَگ بالی
سینے ہو گئے پیار توں خالی

پُتراں نُوں توَں لگیں گالی
تینوں بولن توں شرماون

غیراں ایسی واء وگائی
پُتراں تیری چادر لاہی

ایہناں کول زمیناں وی نیں
ایہناں ہتھ سنگیناں وی نیں

دولت بنک مشیناں وی نیں
نہ ایہہ تیرے نہ ایہہ میرے

ایہہ لوکی یوسف دے بھائی
پُتراں تیری چادر لاہی
ہور کسے دا دوش نہ مائی

اِک مجبور عورت دا گیت

جِند وانگ شمع دے میری اے
راتاں نُوں جلایا جاندا اے

دن چڑھیاں بُجھایا جاندا اے
اِنج جشن منایا جاندا اے

ایہہ کھیڈ اے ساری دولت دی
دسّو کیہ خطا اے عورت دی

اِک محلاں دے وچ راج کرے
اِک نوں نچوایا جاندا اے
اِنج جشن منایا جاندا اے

ڈھول سپاہی

اِکو کوٹھا اوہ وی چووے
ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ رووے
دُکھیا جاگے قسمت سوّنوے
پیار نشانی سینے لا کے
یاداں دے دروازے اُتّے
وو ہٹی بن کے آن کھلووے
اَج توڑی آیا نہ ماہی
دِل دا جانی ڈھول سپاہی

کوئی نہ جانیں وَل پیار دا
پتھر دل اے لوک
پیندا نہ تے جیوندا' نہ

میں کِسے آدمی دا لہُو تے نہیں اُچھالیا
کِسے دا بُجھا کے دیوا' اپنا تے نہیں بالیا
مینوں پتہ تُسیں اتھے جیہڑی اَگ پائی اے
کیہ ہویا اگ نال اگ جے بُجھائی اے
پیندا نہ تے جیوندا' نہ
کوئی نہ جانیں وَل پیار دا

امریکہ توں جنگ اوندی اے

امریکہ توں جنگ اوندی اے
بُھکھ اوندی اے ننگ اوندی اے
روٹی کپڑا، چھت نہیں اوندی
چہریاں تے رنگت نہیں اوندی
تاپ اوندا اے کھنگ اوندی اے
امریکہ توں جنگ اوندی اے

امن، محبت، پیار نہیں اوندا
کوئی اوتھوں غم خوار نہیں اوندا
اوتھوں بارشِ سنگ اوندی اے
امریکہ توں جنگ اوندی اے
بُھکھ اوندی اے ننگ اوندی اے

جشن مناوَ

شہنشاہی دا جشن مناوَ آیا اے فرمان
دیکھو ہُن وی صدیاں پِچھّے ایتھے دا انسان

مرجاندا جے میرے ہتّھوں جاندی اِک وی جان
ایہہ جیوندے اَدھ مویا کرکے میرا پاکستان

اوہو پنجرا اوہو ای میں ۔ اوہو ای صیّاد
اوہو پہرے ہنجواں اُتے سہمی اے فریاد

ضبط اے ہُن تک اِک شعراں وِچ لِکھی سی رُوداد
انگریزاں نوں کڈھ کے وی میں ہویا نہیں آزاد

انتخابات

کوئی ماجھا[1] اے، کوئی صلّی[2] اے

ایہناں دوآں نے، تھاں ملّی اے

ایہہ دنیا کِنّی جھلّی اے

سانوں دیندی نری تسلی اے

۱۔ میاں معراج دین

۲۔ میاں صلاح الدین

بابا

بابا مر گیاں ایں تے مروا گیا ایں
سانوں وس توں کہنا دے پا گیا ایں

اپنا اُچا مزار بنوا گیا ایں
ساڈی گُلی نوں وی سڑوا گیا ایں

وطنوں دُور

مذہباں دے جھگڑے جھیڑے وچ کیہ رکھیا اے
اساں تے جام محبت والا پی رکھیا اے

پی لیندے نیں، کھا لیندے نیں، سوں لیندے نیں
یاراں خود نوں وطنوں دُور سُکھی رکھیا اے

جُھکے نہ ایہہ لہو رنگیا پرچم

ظلم دے ہتھوں جیون کھولئو
موت دے ڈر نوں مار دیو
ایہہ دھرتی اے پیار دے قابل
ایس دھرتی نوں پیار دیو
جُھکے نہ ایہہ لہو رنگیا پرچم
ظلم نوں لوکو مار دیو

میاں عبدالخالق

درد منداں دا دردی سی اوہ مخلص یار سی یاراں دا
اوہدے تکھے بولاں اَگے کم سی کیہ تلواراں دا
سوچ سی اوہدی سورج ورگی منزل امن آزادی سی
زخمی دل ہوندیاں ہویاں سی جیہڑا پُھل بہاراں دا
رہندی دنیا توڑی رہنا ایس دھرتی تے اوہدا ناں
دل سی اوہدا شیشے ورگا خالق سی دیواراں دا
ایہہ دُکھ ساری عمر نہیں بھلنا زخم کدی ایہہ جانا نہیں
اینا سوہنا سچا بندہ صید ہویا مکاراں دا

گُرڑے

نہ جا امریکہ نال گُرڑے
ایہہ گل نہ دیویں ٹال گُرڑے

ایہنے قتل آزادی نوں کیتا
ایہنے ایس دھرتی دا لہو پیتا
ایہنے کٹوایا بنگال گُرڑے
نہ جا امریکہ نال گُرڑے
ایہہ گل نہ دیویں ٹال گُرڑے

ایہہ رُوس دے نال لڑوندا اے
ایتھوں لوکاں نوں مروندا اے
سانوں تیرا بڑا خیال کُڑے
نہ جا امریکہ نال کُڑے
ایہہ گل نہ دیویں ٹال کُڑے

گل ٹھیک ای کہندا ساقی[1] وی
کتے چلا نہ جاوے باقی وی
کر راکھی ملک سنبھال کُڑے
نہ جا امریکہ نال کُڑے
ایہہ گل نہ دیویں ٹال کُڑے

[1] جام ساقی

اُستاد دامن

ساڈے دیس نوں چوراں تے ڈاکوواں توں نہیں ملی نجات اُستاد دامن
اُچی دھون ہوئی ہور امریکیاں دی بدلے نہیں حالات اُستاد دامن

تیرے وانگ جینا تیرے وانگ مرنا سامراجیاں توں اساں نہیں ڈرنا
اساں چھڈنی نہیں حق سچ دی گل کہنا رات نوں رات اُستاد دامن

اساں لوکاں دے عشق وِچ مبتلا ایں لوکی پیار کردے اپنے قاتلاں نوں
ایہہ ساتھ بھاویں ساڈا دین نہ دین دینا لوکاں دا ساتھ اُستاد دامن

چین کھوہن نہیں دینا لٹیریاں نوں خون پین نہیں دینا وڈیریاں نوں
تیرے ذہن دی سونہہ تیری سوچ دی سونہہ دینی ظلم نوں مات استاد دامن

اساں نال پڑوسیاں نہیں لڑنا اساں بھینٹ امریکہ دی نہیں چڑھنا
اساں دیس دی نہیں توہین کرنی لینی نہیں خیرات اُستاد دامن

اِک شاہِ سخن

اِک کٹیا وچ پیا رہیا اِک شاہِ سخن
دنیا جیہنوں کہندی سی دامن، دامن

ہوراں وانگوں اوہ درباری بنیا نہیں
بھل کے وی شاعر سرکاری بنیا نہیں
لوکاں اُتے وار گیا اپنا جیون
اک شاہِ سخن

اوہدے شعر ستم گاراں نوں کھلدے رہے
طوفاناں وچ دِیوے اوہدے بُلدے رہے
کردا روے گا اوہدے اُتے ناز وطن
اک شاہِ سخن

حبیب جالب دے چونویں فلمی گیت

ایس دنیا تے کیہ رہنا جتھّے پیار تے ڈاکے پیندے نیں
ایہناں نُوں کیہ کہنا جیہڑے بندے خدا بن بہندے نیں

ایہہ گھنگھرُو نہیں زنجیراں نیں
دنیا نے پیریں پائیاں
ایہہ چھنکدیاں رُسوائیاں
سُندا نہیں کوئی دہائیاں
ایہہ گھنگھرُو نہیں زنجیراں نیں

کدی کہندے نچ بازاراں وِچ
کدی چُندے رہے دِیوراں وِچ

رہی شرم نہ رانجھن یاراں وِچ
ہوئیاں لکھاں بے بس ہیراں نیں
ایہہ گھنگھرو نہیں زنجیراں نیں

دل ساتھ نہ دیوے تے ہسنا کیہ
ایس پاپ دی دنیا چ وسنا کیہ
حال اپنا کسے نوں دسنا کیہ
چُپ رہنا ای تقدیراں نیں
ایہہ گھنگھرو نہیں زنجیراں نیں

......☆......

جند وانگ شمع دے میری اے
راتاں نوں جلایا جاندا اے
دن چڑھیاں بُجھایا جاندا اے
اِنج جشن منایا جاندا اے

ایہہ کھیڈ اے ساری دولت دی
دَسو کیہ خطا اے عورت دی
اِک محلاں دے وچ راج کرے
اِک نوں نچوایا جاندا اے
جند وانگ شمع دے میری اے

کسے مُل نہ اپنا پیار دیاں
سوہنے جانی توّں تن من وار دیاں
سونے دی دہلیزاں دے اُتّے
نہیں سر نُوں جُھکایا جاندا اے
چند وانگ شمع دے میری اے
راتاں نُوں جلایا جاندا اے
دن چڑھیاں بُجھایا جاندا اے
اِنج جشن منایا جاندا اے

(گلوکارہ: نورجہاں، فلم: ہاشوخاں)

......☆......

باز ظلم توں آ ظالما باز ظلم تو آ
اگلے پَل دی خبر نہیں تینوں بن بن بہویں خدا

سیج تے جیہڑی رات سی آوَنی مقتل دے وچ آئی
واہ جیدارا توں اِک دِھی دے سِر توں چُنی لاہی
ہنجوُ بن کے بہہ گیا کجلا زخمی ہو گئے چا
باز ظلم توں آ......
جِنا وی توُں ظلم کریں گا اج اساں سہہ جانا
بھانویں توں سُولی تے ٹنگ دے سچ اساں کہہ جانا
موت زندگی ہتھ نہیں تیرے توں کیہ کھوہنے ساہ
باز ظلم توں آ......

(گلوکارہ: نورجہاں، موسیقار: مشتاق علی، فلم: سرفروش)

......☆......

جگ دیاں مالکا دُہائی اے دُہائی اے
دیکھ ذرا ظالماں نے کِنج لُٹ پائی اے

تپڑاں تے رُلے گا غریب دا ایہہ بال اے
تک تک ہوٹناں اُتے آوندا ایہہ سوال اے
توُں ایہہ چند لوکاں لئی دنیا بنائی اے
جگ دیا مالکا......

علم ادب دی قدر نہ کائی رشوت ہر تھاں چلدی
نہیں رہنے ایہہ چور لٹیرے اگ دِلاں وِچ بلدی
جگ دیا مالکا......

ہنجوُ پلے رہ گئے' دعاداں ٹُر چلیاں
پیار دیاں ٹھنڈیاں ہواواں ٹُر چلیاں
پیسے دا جہان سارا پیسے دی خدائی اے
جگ دیا مالکا......

کدوں توڑی سنگدل لہو پِیندے رہن گے
خوف دیاں بانہواں وچ لوک جِیندے رہن گے
موت دی سیاہی کیوں زندگی تے چھائی اے
جگ دیا مالکا......

رب دی جدوں گرفت اِچ آیا تڑپیا تے کُرلایا
اپنا سارا سبھ کجھ کھوہ کے ہُن کیہ ہوش چ آیا
جگ دیا مالکا......

(گلوکار: ریشماں اور خاور حسین' موسیقار: وجاہت عطرے' فلم درندگی)

......☆......

کوئی کھوہ لوے گا راتاں دیاں نیندراں
سوچیا وی نہیں سی اساں
ملے گا نہ اکھیاں نوں چین کسے تھاں
سوچیا وی نہیں سی اساں

دل اوہنوں مِلے ساتھوں پُچھیاں بغیر ای
سوچدا نادان کیوں نہیں غیر ہوندا غیر ای
ہو جائے گا کسے اُتے اینا مہرباں
سوچیاں وی نہیں سی اساں

اوہدیاں خیالاں وِچ کھوئے کھوئے رہنے آں
دل والا حال پرچھاویں نُوں کہنے آں
روگ بن جان گِیاں تنہائیاں
سوچیا وی نہیں سی اساں

(گلوکارہ: نورجہاں، موسیقی: وجاہت عطرے، فلم: حسینوں کی بارات)

......☆......

نچدے عورت دی چادر نوں کرکے لیراں لیراں ہُو
کھوہ کے عزتاں دے کے ذِلتاں' کہن پئے تقدیراں ہُو
ظلم تماشا ویکھ رہیا ایں بیٹھا تُوں اسمانے ہُو
ہوش غریب دے رہے نہ باقی جد گُنڈھ مُکھ توں لاہیا ہُو
اِنج لگدا اے ربّا لیہنوں کلیاں بیٹھ بنایا ہُو
ویکھیں عشق غریب دا ربّا بن نہ جائے طعنے ہُو
اوہو ہنجو اوہو ہاواں اوہو زخم پُرانے ہُو
اجے ستم دی رات نہ لنگھی گزرے کئی زمانے ہُو
ظلم دے اَگے سارے چُپ نیں پنڈت شیخ سیانے ہُو

(گلوکارہ: نورجہاں' موسیقار: مشتاق علی' فلم: تیس مارخاں)

......☆......

بن ٹھگیاں ایس دنیا اندر بنیا کون رئیس
دیوتا بن کے ایتھے پھردے بڑے بڑے ابلیس
حسینہ چار سو بیس' حسینہ چار سو بیس

شام سویرے موتاں وِیکھن دولت دے بیمار
پیسہ دھرم ایمان ایہناں دا ایہہ مطلب دے یار
راتاں دے پردے وِچ کھیڈن عزتاں نال خبیث
حسینہ چار سو بیس' حسینہ چار سو بیس

انساناں دیاں لاشاں اُتے قاتل بھنگڑے پون
لمّے ہتّھ ستمگاراں دے مجبوراں دا کون
جیہڑا سچ دا نعرہ لاوے ظالم دیندے پیس
حسینہ چار سو بیس، حسینہ چار سو بیس

ساریاں شہراں تے چھائی اے اِک دہشت دن رین
پتہ نہیں لگدا ایس دھرتی دا کھوہیا کیہنے چین
حال وطن دا دیکھ کے میرے دل چوں اُٹھدی ٹیس
حسینہ چار سو بیس، حسینہ چار سو بیس

(گلوکارہ: نور جہاں، موسیقار: وجاہت عطرے، فلم: حسینہ ۴۲۰)

☆

دین پیسہ ایمان پیسہ
خون پیوے شیطان پیسہ
پیسے لئی کردے نے ایہہ قتل عام
پیسے دے غلام
ہسائے پیسہ رُلائے پیسہ
پاگل سبھ نُوں بنائے پیسہ

پیسے بِنا دُنیا چ بندہ اِک گالی اے
اوہدی وی کیہ زندگی اے جیب جیہدی خالی اے
چھریاں تے جان میری پیسیاں دی لالی اے
جگ اُتے ہر کوئی پیسے دا سوالی اے

دِین پیسہ ایمان پیسہ

پیسے لئی نہ پُچھ لوکی' کیہ کیہ کُجھ کردے
لہو دی تھاں رگاں وچ زہر پئے بھردے
اللہ کولوں ڈردے نہ بندے کولوں ڈردے
پیسے لئی ایہہ جیندے نیں تے پیسے لئی ایہہ مردے

دِین پیسہ' ایمان پیسہ
خون پیوے شیطان پیسہ

(گلوکارہ: نور جہاں' موسیقار: مشتاق علی' فلم: رنگیلے جاسوس)

......☆......

تن دے اُجلے من دے میلے اندروں ہور تے باہروں ہور
چور چور کالے چور
کدی سویرا ہون نہ دیندے جے چلدا سورج تے زور
چور چور کالے چور
نہیں یار ایہہ یار دے دشمن نیں ایہہ پیار دے
ایہہ ٹھگ ایہہ بہروپئے دنیا نوں پئے چاردے
دیکھو چہریاں اُتے رج کھاون دیاں مستیاں
موت دے پاسے لئی جاندے نیں ساڈی ہتھ جیہناں دے ڈور

چور چور کالے چور
دھرتی تے ایہہ قہر نیں ظلماں دی ایہہ لہر نیں
اپنے لئے ایہہ زندگی، لوکاں لئی ایہہ زہر نیں
لُٹدے شام سویرے ایہہ لُٹیرے بستیاں
میرے دیس نوں لُٹ کے کھا گئے ایہہ بیدرد منافع خور
چور چور کالے چور

(گلوکار: نورجہاں، موسیقار: وجاہت عطرے، فلم: کالے چور)

......☆......

مِٹ جانا اسیں عشق دی خاطر پا دینی تھرتھلی
رستہ روکے لکھ زمانہ ہُن نہیں رہنا کلی
عشق دی پونی اساں جھلی جھلّی

اَگ لاواں اوہناں محلاں نوں
جتھے پیار تے ہر کوئی ہسے
کھولی لکھاں دی ککھاں دی پیار نہ جتھے وَسے
عشق نے مینوں جھلیاں کیتا
جھلی آں میں جھلّی
عشق دی پونی اساں جھلّی

تلی تے رکھ کے سر اپنا، جدوں عشق ساہمنے آیا
زہر پیالہ ہس ہس پیتا، مرن توں نہیں گھبرایا
رہ گئی سچی پیار کہانی
جھوٹھی گل نہ چلی
عشق دی پونی اساں جھلّی

(گلوکارہ: نورجہاں، موسیقار: وجاہت عطرے، فلم: جادوگرنی)

......☆......

توبہ توبہ میری جان توبہ توبہ
پُوجدا اے پیسے نُوں جہان توبہ توبہ
اینا رگر گیا انسان توبہ توبہ
کردا اے دیکھ کے شیطان توبہ توبہ

پُھلاں جیہیاں جاناں دِیاں کرن تجارتاں
اینٹویں کدوں بنّدیاں شہراں چ عمارتاں
ظلماں چ ایہناں نوں اے اپنیاں مہارتاں
روندی اے درندگی وی تک کے شرارتاں
لائی بیٹھے موتاں دی دکان توبہ توبہ
کردا اے دیکھ کے شیطان توبہ توبہ

سنگدل نیناں چ ہنیرے پئے بھردے
کم چھٹے چوراں دے اِشاریاں تے کردے
آدمی نوں ماردے تے دولتاں تے مردے
آون والے ویلے دے عذاب توں نہیں ڈردے
ویچدے نیں دِین تے ایمان توبہ توبہ
کردا اے دیکھ کے شیطان توبہ توبہ

(گلوکارہ: نورجہاں' موسیقار: وجاہت عطرے' فلم: حسینوں کی بارات)

......☆......

راتاں نے بنایا سانوں، ہنیریاں نے پالیا
کیہڑا گل لاوے گا جے اساں دل لا لیا
اپنی سُناندا آ کے جیہڑا سانوں مِلدا
کوئی وی نہیں جاندا اے روگ ساڈے دِل دا
سبھناں دا غم اساں دل چ وسا لیا
راتاں نے بنایا سانوں......

صدیاں توں ایسے طرحاں دل نوں جلانے آں
شعلیاں چ نچّنے آں محفلاں سجانے آں
سانوں بدنامیاں نے اپنا بنا لیا
راتاں نے بنایا سانوں......

پیار وی جے ہو گیا' یقین کیہنوں آوے گا
یقین وی جے آ گیا تے کون اپناوے گا
سوچنی آں کاہنوں دیوا یاداں والا بالیا
راتاں نے بنایا سانوں ہنیریاں نے پالیا
کیہڑا گل لاوے گا جے دل اساں لالیا

(گلوکارہ: نورجہاں' فلم: سلطانہ ڈاکو)

......☆......

پیار دیاں ڈنگیاں نوں ہور کیہنے ڈنگنا
سُولاں اُتے ٹُرنا تے اگ وِچوں لنگھنا
اگ وِچوں لنگھنا

او دنیا اے دوزخ مینوں
جتھے ویکھ نہ سکاں تینوں
مر کے وی میں تینوں اللہ کولوں منگنا
پیار دیاں ڈنگیاں نوں ہور کیہنے ڈنگنا

بھانویں چھان توں جنگل بیلے
دِل وچ وسدا ایں توں ہر ویلے
پیار ایمان میرا ' کہندیاں کیہ سنگنا
پیار دیاں ڈنگیاں نوں ہور کیہنے ڈنگنا

جا' نی تَن دے لِیرے جا' نی
زہر غماں دا مار مُکا' نی
بن جا توُں جا کے' میرے ماہی ہتھ کنگنا
پیار دیاں ڈنگیاں نُوں ہور کیہنے ڈنگنا

(گلوکارہ: نسیم بیگم' موسیقار: رحمان ورما' فلم: لیلیٰ مجنوں)

......☆......

نال عشق دے اوہ طوفانا متھا نہ توں جوڑ
روز ازل توں میل اے ساڈا کوئی نہیں سکدا توڑ

پتہ دس نی ہوائے دلدار دا
میری چندڑی دے اِکو غم خوار دا
پتہ دس نی ہوائے دلدار دا

تپدی ریت تے جند پئی جلدی
سینے دے وچ اگ پئی بلدی
سورج چھُریاں ماردا
پتہ دس نی ہوائے دلدار دا

پُچھ پُچھ ہاری کنڈیاں تائیں
محرم ٹُر گیا کیہڑے راہیں
لبھنی آں ڈیرا دلدار دا
پتہ دس نی ہوائے دلدار دا

رب دا لکھ لکھ شکر مناواں
جے قدماں وچ میں مرجاواں
ناں کر جاواں پیار دا
پتہ دس نی ہوائے دلدار دا
میری جندڑی دے اِکو غم خوار دا

(گلوکارہ: ملکہ ترنم نور جہاں، موسیقار: رحمان ورما، فلم: لیلیٰ مجنوں)

......☆......

ایتھے مٹی ہوندے ویکھے بڑے بڑے فرعون
دائم نام اللہ دا رہنا ہاشو خاں توں کون!

ظلم نہیوں رہنا باقی، رہنا صدا پیار اوئے
جگ دیاں دولتاں دا نشہ دن چار اوئے
رہے نام اللہ دا اللہ ای اللہ

حق جیہڑے منگدے نیں حق کھوہ لین گے
اللہ دی سونہہ ہُن کدی چُپ نہیوں رہن گے
صدیاں توں چُپ رہ کے کھاندے رہے مار اوئے
رہے نام اللہ دا اللہ ای اللہ

دیکھ بدنامیاں نیں اَج تینوں گھیریا!
اپنے وی حال اُتے ہس اوئے لُٹیریا
توُں وی ہُن اگ وچ زندگی گزار اوئے
رہے نام اللہ دا' اللہ ای اللہ

ظلماں دی رات ہُن بس تھوڑی دیر اے
ہون والی ہر پاسے پیار دی سویر اے
ٹُٹ جانی دُکھاں والی کالی دیوار اوئے
رہے نام اللہ دا اللہ ای اللہ

اوہ دیکھو ظلم دا نشاں ڈِگا پیا جے
کہنے ایتھے رہنا اے تے کون ایتھے رہیا جے
کون جھل سکدا اے موت والا وار اوئے
رہے نام اللہ دا اللہ ای اللہ

(گلوکار: مسعود رانا، فلم: ہاشو خان)

......☆......

صدیاں توں لگا اے بزار ویکھ لے
میں آں کہ توُں گنہ گار ویکھ لے
زخماں دے پھُلاں دی بہار دیکھ لے
عزّتاں دا ہوندا کاروبار ویکھ لے

ایہہ چھنکدیاں رُسوائیاں
کیہناں نے پیریں پائیاں
ایہہ ایس دھرتی دیاں جائیاں
اسماناں توں نہیں آئیاں

بن ڈولیاں بن شہنائیاں
راتاں نوں ہون پرائیاں
کجلے دی بجھی بجھی دھار ویکھ لے
صدیاں توں لگا اے بزار ویکھ لے

کوئی ایسا مسیحا آوے
دکھ دی سولی توں لاہوے

بے غیرت گلیاں ڈھاوے
ظلماں دا راج مٹاوے
اک نواں سماج بناوے
جکڑی زنجیراں وچ نار ویکھ لے
صدیاں توں لگا اے بزار ویکھ لے

(گلوکارہ: نورجہاں، فلم: زخمی عورت)

......☆......

زنداناں دے در نہیں کھلدے ہنجواں ہاواں نال
قسم خدا دی کھلن گے لوہے دیاں باہواں نال

نچ نی جندے میریے
اَج نچ کے مر جا
ہر ظالم نوں مار کے
جند وطن توں وار کے
اُچّا ناں اپنا کر جا

سُولی تے سچ کہندیاں جیہڑے ڈردے نہیں
زندہ رہندے موت کولوں وی مردے نہیں
دُور ہنیرے ہون گے
ختم لُٹیرے ہون گے
ایہناں ظالماں توں نہ ڈر جا
نچ نی جندے میریے
نچ نچ کے مر جا
میں نہیں نچدی ایہہ مجبوری میری نچدی اے
میرے نچدیاں لاج وطن دی بچدی اے
آن اے پیاری جان توں
ڈرنا کیہ طوفان توں
ہُن ڈُب جا' یا تر جا
نچ نی جندے میریے
نچ نچ کے مر جا

(گلوکارہ: نور جہاں' موسیقار: مشتاق علی' فلم: سرفروش)

......☆......

کُرسی

سنگدل نیں ایہو لوک میں نہیں بُری
ماردے نیں ایہو اِک دُوجے نُوں چھُری
خون نال میری داستاں اے بھری
چوراں تے ڈاکوواں توں رہنی آں ڈری

سچ کہندی کُرسی، سچ کہندی کُرسی

آدمی توں کیہ کیہ نہیں کراندی کُرسی
دوستی دی لاش توں لنگھاندی کُرسی
خون حق داراں دا، وگاندی کُرسی

رو رہیا اے یاد کر کے قتل اعتبار نُوں
دیکھ لئو منافقت چُمدی اے مزار نُوں
اینٹوں کدوں اتھے ہتھ آوندی کرسی

خون وچ بجھی ہوئی چابی میں نوا لئی اے
سونے دا بدن ایہدا' اندروں ایہہ کالی اے
فیر وی زمانہ ایہدا کدوں دا سوالی اے
آدمی تو کیہ کیہ نہیں کراندی کُرسی
دوستی دی لاش توں لنگھاندی کُرسی
سچ کہندی کرسی ۔ سچ کہندی کُرسی

گلوکارہ : نورجہاں ۔ موسیقار۔ وجاہت عطرے زیرِ تکمیل فلم۔کرسی

......☆......

زنداناں دے در نہیں کھُلدے ہنجواں ہاواں نال
سجناں ایہہ تاں کھُلن گے لوہے دیاں باہواں نال

پڙهندڙ نَسُل . پَ نَ

The Reading Generation

1960 جي ڏهاڪي ۾ عبدالله حسين ” اُداس نسلين“ نالي ڪتاب لکيو. 70 واري ڏهاڪي ۾ وري ماڻڪَ ”لُڙهندڙ نَسُل“ نالي ڪتاب لکي پنهنجي دورَ جي عڪاسي ڪرڻ جي ڪوشش ڪئي. امداد حُسينيءَ وري 70 واري ڏهاڪي ۾ ئي لکيو:

انڌي ماءُ ڄڻيندي آهي اونڌا سونڌا ٻارَ
ايندڙ نسل سَمورو هوندو گونگا ٻوڙا ٻارَ

هر دور جي نوجوانن کي اُداس، لُڙهندڙ، ڪَڙهندڙ، ڪُڙهندڙ، ٻَرندڙ، ڇُرندڙ، ڪِرندڙ، اوسيئڙو ڪَندَڙُ، ياڙي، ڪاڙُو، ياجوڪَڙُ، ڪاوڙيل ۽ وِڙَهندڙ نسلن سان منسوب ڪري سَگهجي ٿو، پَر اسان اِنهن سڀني وِچان ”پڙهندڙ“ نسل جا ڳولائو آهيون. ڪتابن کي ڪاڳَر تان کڻي ڪمپيوُٽر جي دنيا ۾ آڻڻ، ٻين لفظن ۾ برقي ڪتاب يعني e-books ناهي ورهائڻ جي وسيلي پڙهندڙ نسل کي وَڌَڻ، ويجهَڻ ۽ هِڪَ ٻِئي کي ڳولي سَهڪاري تحريڪ جي رستي تي آڻِڻَ جي آسَ رکون ٿا.

پڙهندڙ نَسل (پَنَ) ڪا بہ تنظيمَ ناهي. اُنَ جو ڪو بہ صدر، عُهديدار يا پايو وِجهندڙ نہ آهي. جيڪڏهن ڪو بہ شخص اهڙي دعوىٰ ڪري ٿو تہ پَڪَ ڄاڻو تہ اُهو ڪُوڙو آهي. نہ ئي وري پَنَ جي نالي ڪي پئسا گڏ ڪيا ويندا. جيڪڏهن ڪو اهڙي ڪوشش ڪري ٿو تہ پَڪَ ڄاڻو تہ اُهو بہِ ڪُوڙو آهي.

جهڙيءَ طرح وڻن جا پَنَ ساوا، ڳاڙها، نيرا، پيلا يا ناسي هوندا آهن اَهڙيءَ طرح پڙهندڙ نَسُل وارا پَنَ بہ مختَلِف آهن ۽ هوندا. اُهي ساڳئي ئي وقت اُداس ۽ پڙهندڙ، ٻَرندڙ ۽ پڙهندڙ، سُست ۽ پڙهندڙ يا وِڙهندڙ ۽ پڙهندڙ بہ ٿي سگهن ٿا. ٻين لفظن ۾ پَنَ ڪا خُصوصي ۽ تالي لڳل ڪِلَب Exclusive Club نہ آهي.

ڪوشش اها هوندي تہ پَنَ جا سڀ ڪَم ڪار سَهڪاري ۽ رَضاڪار بنيادن تي ٿين، پر ممڪن آهي تہ ڪي ڪم اُجرتي بنيادن تي بہ ٿِين. اهڙي حالت ۾ پَنَ پاڻ هِڪَٻِئي جي مدد ڪَرڻ جي اُصولَ هيٺ ڏي وَٺُ ڪندا ۽ غيرتجارتي non-commercial رهندا. پَنَ پاران ڪتابن ڪي ڊِجيٽائِيز digitize ڪرڻ جي عَملَ مان ڪو بہ مالي فائدو يا نفعو حاصل ڪرڻ جي ڪوشش نہ ڪئي ويندي.

ڪتابن کي ڊِجيٽائِيز ڪرڻ کان پو ٻيو اهم مرحلو وِرهائڻ distribution جو ٿيندو. اِهو ڪم ڪرڻ وارن مان جيڪڏهن ڪو پيسا ڪمائي سگهي ٿو تہ ڀلي ڪمائي، رُڳو پَنَ سان اُن جو ڪو بہ لاڳاپو نہ هوندو.

پَنَن کي کُليل اکرن ۾ صلاح ڏجي ٿي ته هو وَسَ پٽاندڙ وڌِ کان وَڌِ ڪتاب خريد ڪَري ڪتابن جي ليکڪَن، ڇپائيندڙن ۽ ڇاپيندڙن کي هِمٿائِن. پر ساڳِئي وقت عِلم حاصل ڪرڻ ۽ ڄاڻ کي ڦهلائڻ جي ڪوشش دوران ڪَنهن به رُڪاوٽ کي نه مڃن.

شيخ اَيازَ علمَ، ڄاڻَ، سمجهَ ۽ ڏاهپَ کي گيتَ، بيتَ، سِٽَ، پُڪارَ سان تَشبيهه ڏيندي انهن سيني کي بَمن، گولين ۽ بارودَ جي مدِ مقابل بيهاريو آهي. اياز چوي ٿو ته:

گيتَ بہِ ڄڻ گوريلا آهن، جي ويريءَ تي وار ڪَرن ٿا.

... ...

جئن جئن جاڙ وڌي ٿي جَڳَ ۾، هو ٻوليءَ جي آڙ ڇُپن ٿا؛
ريتيءَ تي راتاها ڪن ٿا، موٽي مَنجهه پهاڙ ڇُپن ٿا؛

... ...

ڪالهه هُيا جي سُرخ گُلن جيئن، اڄڪلهه نيلا پيلا آهن؛
گيتَ بہِ ڄڻ گوريلا آهن........

... ...

هي بيتُ اَٿي، هي بَم- گولو،
جيڪي بہ ڪٽين، جيڪي بہ ڪٽين!

مون لاءِ ٻنهي ۾ فَرَقُ نه آ، هي بيتُ بہ بَمَ جو ساٿي آ،
جنهن رِڻَ ۾ رات ڪَيا راڙا، تنهن هَڏَ ۽ چَمَ جو ساٿي آ ـ

اِن حسابَ سان اڻڄاڻائي کي پاڻَ تي اِهو سوچي مَڙهڻ ته ”هاڻي ويڙهه ۽ عمل جو دور آهي، اُن ڪري پڙهڻ تي وقت نه وڃايو“ ناداني‌ءَ جي نشاني آهي.

پَڙهڻ جو پڙهڻ عام ڪِتابي ڪيڙن وانگر رُڳو نِصابي ڪتابن تائين محدود نہ هوندو. رڳو نصابي ڪتابن ۾ پاڻ کي قيد ڪري ڇڏڻ سان سماج ۽ سماجي حالتن تان نظر کڄي ويندي ۽ نتيجي طور سماجي ۽ حڪومتي پاليسيون policies اڻڄاڻن ۽ نادانن جي هٿن ۾ رهنديون. پَڙهندڙ نِصابي ڪتابن سان گڏوگڏ ادبي، تاريخي، سياسي، سماجي، اقتصادي، سائنسي ۽ ٻين ڪتابن کي پڙهي سماجي حالتن کي بهتر بنائڻ جي ڪوشش ڪندا.

پَڙهندڙ نَسُل جا پَڙهندڙ سيني کي **چو، ڇالاءِ ۽ ڪيئن** جهڙن سوالن کي هر بَيانَ تي لاڳو ڪرڻ جي ڪوشش ڏين ٿا ۽ انهن تي ويچار ڪرڻ سان گڏ جوابَ ڳولڻ کي نہ رڳو پنهنجو حق، پر فرض ۽ اڻٽر گهرج unavoidable necessity سمجهندي ڪتابن کي پاڻ پڙهڻ ۽ وڌ کان وڌ ماڻهن تائين پهچائڻ جي ڪوشش جديد ترين طريقن وسيلي ڪرڻ جو ويچار رکن ٿا.

توهان بہ پڙهڻ، پڙهائڻ ۽ ڦهلائڻ جي اِن سهڪاري تحريڪ ۾ شامل ٿي سگهو ٿا، بَس پنهنجي اوسي پاسي ۾ ڏِسو، هر قسم جا ڳاڙها توڙي نيرا، ساوا توڙي پيلا پن ضرور نظر اچي ويندا.

ون ون کي مون ياڪي پائي چيو تہ "منهنجا ياءُ
پهتو منهنجي من ۾ تنهنجي پَنَ پَنَ جو پڙلاءُ".
- اياز (ڪلهي پاتم ڪينرو)